بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 34

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

16 محرم 1443 ہجری قمری ● 26 ظہور 1400 ہجری شمسی ● 26 اگست 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ؕ وَاللّٰہُ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ○

(المائدہ:77)

ترجمہ: تُو کہہ دے کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لئے نہ نقصان کا مالک ہے اور نہ نفع کا۔ اور اللہ وہ ہے جو بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 اگست 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

دیکھو کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے، اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہے

اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے۔ اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکھو کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور اس پر رحم کیا جاتا ہے۔

گریہ وزاری

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے، اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ کبھی نہ کہتے۔ جب کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد　　اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

(ترجمہ: کون عاشق بنا کر محبوب نے اس کے حال پر توجہ نہ کی ہو، حضرت درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے)

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اسکے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی کرو۔ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں، مگر ان کے دیکھنے اور پانے کیلئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 320، مطبوعہ 2018 قادیان)

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ الہام ہو گیا تو ہم بڑے آدمی ہو گئے حالانکہ یہ کافی نہیں

خالی الہام کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ اس الہام کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا محبت کا بھی اظہار ہے یا اس بندے کی شان کے اظہار کی بھی کوئی صورت ہے؟

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحجر آیت نمبر 9 مَا نُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَمَا کَانُوۡۤا اِذًا مُّنۡظَرِیۡنَ (کیا اُنہیں معلوم نہیں کہ) ہم (جب بھی) فرشتوں کو (اتارتے ہیں تو) حق کے مطابق اُتارتے ہیں۔ اور (جب کافروں کیلئے اُتارتے ہیں تو) اس وقت انہیں (ذرّہ بھی) مہلت نہیں دی جاتی، کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حق کے معنے پہلے گزر چکے ہیں۔ اس جگہ یا تو اس کے معنے سچے کلام کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ فرشتے کلام الٰہی کے ساتھ اُترا کرتے ہیں۔ مگر تم نہ رسول ہو کہ تم پر فرشتے اُتریں۔ اور نہ ہی تم اس بات کے مستحق ہو کہ تمہیں کلام الٰہی سے مشرف کیا جائے یا اس جگہ پر حق کے معنے استحقاق کے ہیں۔ یعنی جیسا جیسا کسی کا حق ہو اسکے مطابق فرشتے اُترتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور مومنوں پر ان کے حق کے مطابق۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو فرشتے اُترتے ہیں وہ تو رحمت کے فرشتے ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی نظر آسکتے ہیں وہ ان خدا تعالیٰ کا غضب سہیڑنے والوں کو کس طرح نظر آجائیں ان پر تو جب فرشتے اُتریں گے غضب ہی کے اُتریں گے اور اس وقت فرشتوں کا دیکھنا انہیں نفع نہ دے گا کیونکہ وہ ان کے ہلاک کرنے کیلئے آئیں گے اور ان کے آنے کے بعد ائمۃ الکفر کو ڈھیل نہ ملے گی۔ چنانچہ بدر کے موقعہ پر یہ سزا دینے والے فرشتے آئے اور بعض کفّار کو کشفی حالت میں وہ نظر بھی آئے مگر وہ وقت ان کی ہلاکت کا تھا۔ ان سے وہ کیا فائدہ اُٹھا سکتے تھے۔

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بخل کی ممانعت اور صدقہ و خیرات کی ترغیب

(1427) حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے ان کو دو جن کی تم پرورش کرتے ہو اور بہتر صدقہ وہی ہے جو ضرورت پوری کرنے کے بعد ہو اور جو سوال سے بچنا چاہے گا اللہ اسے بچائے گا اور جو غنا حاصل کرنا چاہے گا اللہ اُسے غنی کر دے گا۔

(1431) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن باہر آئے اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ نہ ان سے پہلے نماز پڑھی اور نہ بعد۔ پھر عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور آپؐ کے ساتھ حضرت بلالؓ تھے۔ آپؐ نے انہیں نصیحت کی اور فرمایا کہ وہ صدقہ دیں تو کوئی عورت اپنا کنگن پھینکنے لگی اور کوئی بالی۔

(1433) حضرت اسماء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: باندھ کر نہ رکھا کرو۔ (کھولو) ورنہ تم سے روک لیا جائے گا۔

☆ عثمان بن ابی شیبہ نے عبدہ سے روایت کرتے ہوئے یہی حدیث ہم سے بیان کی اور یہ الفاظ کہے: گنتے نہ رہا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 اگست 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

نیشنل مجلس عاملہ سویڈن کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات

رپورٹ جلسہ سالانہ برطانیہ 2021 | پیغام حضور انور

حضور انور کا لجنہ سے خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2009

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

ذکر خیر | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

126 واں جلسہ سالانہ قادیان

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 126 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 24، 25 اور 26 دسمبر 2021ء (بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ۔

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

اسلام اور عیسائیت میں کونسا مذہب حق پر ہے بذریعہ مباہلہ فیصلہ کی دعوت
اگر ایک سال کے اندر مسیح موعودؑ کی تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو
کل املاک منقولہ و غیر منقولہ یعنی دس ہزار روپے کا بھاری انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ''انجام آتھم'' رُوحانی خزائن کی جلد 11 سے پیش کررہے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت اور اسلام میں سے کون سا مذہب حق پر ہے اور کس کے عقائد فطرت اور قانون قدرت کے مطابق ہیں اس کے فیصلہ کے لئے یہ تجویز پیش فرمائی کہ دُعا کے ذریعہ اس کا فیصلہ خدا سے چاہا جائے۔ وہ زندہ حیّ و قیوم خدا ہے اور ہمیشہ سے اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا رہا ہے پس اُسی سے فیصلہ چاہا جائے وہ ضرور مدد کریگا۔ عیسائی تین خداؤں کو مانتے ہیں جبکہ اسلام ایک خدا واحد و لاشریک کو پیش کرتا ہے۔ تثلیث اور مجسم خداؤں کا عقیدہ انتہائی گندہ اور قابل نفرین ہے جبکہ ایک خدا، رُوحانی اور غیر مجسم خدا کا عقیدہ بہت ہی پیارا اور عقل اور فطرت اور رُوح کو طمانیت اور سرور بخشنے والا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تجویز اسلئے رکھی کہ عیسائی پادری باوجود اپنے گندے اور مشرکانہ عقائد کے آئے دن ہمارے پیارے آقا سیّد المعصومین و خیر المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے آپؐ کے کارٹون بناتے اور اس میں آپؐ کو ایک قاتل اور خونخوار کے رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کرتے نعوذ باللہ۔ دوسری طرف بحث و مباحثہ کے ذریعہ شکست کھاتے تب بھی اپنی شکست تسلیم نہ کرتے جیسا کہ آتھم کے معاملہ میں انہوں نے الزام لگایا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور چونکہ مباحثات و مناظرات کے ذریعہ صحیح نتائج پر پہنچنا عوام کالانعام کا کام نہیں جبکہ اس طریق فیصلہ سے جاہل عوام بھی نتیجہ اخذ کرسکتی ہے کہ کس کے حق میں خدا نے فیصلہ سنایا۔ مثلاً اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ اعلان کردیں کہ مباہلہ کے نتیجہ میں فلاں شخص ایک سال کے اندر مرجائے گا اور ایسا ہی ہو تو یہ بات ہر ایک کو نظر آجائے گی اور عوام الناس کو اس میں غور و فکر کی حاجت نہیں رہے گی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چاہا کہ پادری صاحبان جو آئے دن بانی اسلام کو گالیاں دیتے ہیں اور آپؐ کو جھوٹا کہتے ہیں اس کا فیصلہ ہوجانا چاہئے کہ کون سا مذہب جھوٹا ہے اور کون سا سچا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم ذیل میں آپؑ کے مبارک الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا :

اسلام کا پاک عقیدہ توحید اور عیسائیوں کا گندہ شرک یعنی عقیدہ تثلیث

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

عیسائی صاحبوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو لوگ تثلیث کا عقیدہ اور یسوع کا کفارہ نہیں مانتے وہ ہمیشہ کے جہنم میں ڈالے جائینگے اور وہ اعتقاد جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے مسلمانوں کو سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ بجز توحید کے نجات نہیں۔ یہی توحید ہے جس کی رو سے تمام دنیا سے مؤاخذہ ہوگا خواہ قرآن اُن کو نہ پہنچا ہو کیونکہ یہ انسان کے دل میں فطرتی نقش ہے کہ اس کا خالق اور مالک اکیلا خدا ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس توحید میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوانی پڑے کیونکہ انسانی دل کی بناوٹ کے ساتھ ہی اس کے نقوش انسان کے دل میں منقش کئے جاتے ہیں۔

مگر جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے غیر محدود خدا کو تین اقنوم میں یا چار اقنوم میں محدود کرنا اور پھر ہر ایک اقنوم کو کامل بھی سمجھنا اور ترکیب کا محتاج بھی اور پھر خدا پر یہ روا رکھنا کہ وہ ابتدا میں کلمہ تھا پھر وہی کلمہ جو خدا تھا مریم کے پیٹ میں پڑا اور اس کے خون سے مجسم ہوا اور معمولی راہ سے پیدا ہوا اور سارے دُکھ خسرہ، چیچک دانتوں کی تکلیف جو انسان کو ہوتی ہیں سب اٹھائے آخر کو جوان ہوکر پکڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ نہایت گندہ شرک ہے جس میں انسان کو خدا ٹھہرایا گیا ہے۔ خدا اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کے پیٹ میں پڑے اور مجسم ہو اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو۔ انسانی فطرت اس کو قبول نہیں کرسکتی کہ خدا پر ایسے دُکھ کی مار اور یہ مصیبتیں پڑیں اور وہ جو تمام عظمتوں کا مالک اور تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے اپنے لئے یہ تمام ذلتیں روا رکھے۔ عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا کی اس رسوائی کا یہ پہلا ہی موقعہ ہے اور اس سے پہلے اس قسم کی ذلتیں خدا نے کبھی نہیں اٹھائیں۔ کبھی یہ امر وقوع میں نہیں آیا کہ خدا بھی انسان کی طرح کسی عورت کے رحم میں نطفہ میں مخلوط ہوکر قرار پکڑ گیا ہو جیسے کہ لوگوں نے خدا کا نام سنا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ بھی انسان کی طرح کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کا عیسائیوں کو خود اقرار ہے اور اس بات کا بھی اقرار ہے کہ گو پہلے یہ تین اقنوم تین جسم علیحدہ علیحدہ نہیں رکھتے تھے مگر اس خاص زمانہ سے جس کو اب 1896ء برس جاتا ہے تینوں اقنوم کے لئے تین علیحدہ علیحدہ جسم مقرر ہوگئے باپ کی وہ شکل ہے جو آدم کی کیونکہ اس نے آدم کو اپنی شکل پر بنایا۔ دیکھو توریت پیدائش باب 1 آیت 27 اور بیٹا یسوع کی شکل پر مجسم ہوا دیکھو یوحنا باب 1 آیت 1 اور روح القدس کبوتر کی شکل پر متشکل ہوا دیکھو متی باب 3 آیت 16 .... یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مجسم اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور پھر بھی یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلاوے کہ باوجود اس دائمی تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں۔ **بھلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عمادالدین اور پادری ٹھاکرداس کو باوجود ان کے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کرکے تو دکھلاوے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹ کر بھی بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جاوے پھر بھی جن کو خدا نے تین بنایا تھا ہرگز ایک نہیں ہوسکیں گے۔ پھر جبکہ اس فانی جسم کے حیوان باوجود امکان تحلیل اور تفرّق جسم کے ایک نہیں ہوسکتے پھر ایسے تین مجسّم جن میں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفریق جائز نہیں کیونکر ایک ہوسکتے ہیں۔**

تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے، تینوں کے اتفاق یا کثرت رائے پر فیصلہ ہوتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے

یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے ہیں اور بزعم ان کے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہوجاتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے اور گویا ان کے گاڈ صاحب کو بھی شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں۔ تمام مدار کونسل پر ہے۔

پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت توہین اور تحقیر کی تصویر بناتے ہیں

تصویر عیسیٰ کی کھینچنی چاہئے جس نے موسیٰ اور یوشع کے ذریعہ لاکھوں بچوں کو قتل کرایا

غرض عیسائیوں کا یہ مرکب خدا ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ پادری صاحبان ایسے خدا والے مذہب پر تو ناز کرتے ہیں لیکن اسلام جیسے مذہب کی جو ایسی خلاف عقل باتوں سے پاک ہے توہین اور تحقیر کررہے ہیں اور دن رات یہی شغل ہے کہ اپنے دجّالی فریبوں سے خدا کے پاک اور صادق نبی کو کاذب ٹھہراویں اور بُری بُری تصویروں میں اس نورانی شکل کو دکھلاویں۔ بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچ کر دکھلائی ہے کہ گویا وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتا ہے......

اب اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ ہم نے بڑے لمبے تجربہ سے آزمالیا ہے کہ یہ لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہوکر پھر بھی نیش زنی سے باز نہیں آتے...... خدا کے مقدس نبیوں کو جنکی زندگی محض خدا کیلئے تھی اور جو تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھا گئے برا کہنا اور گالیاں دینا شروع کردیا چنانچہ اب تک یہ لوگ باز نہیں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجو میں نہایت ناپاک اور رنجیدہ تھیٹر نکالتے ہیں اور نہایت بری تصویروں میں اس پاک وجود کو دکھلاتے ہیں۔

ظالم پادریوں نے لاکھوں گالیاں ہمارے نبی کریم کو دیکر ہمارے دلوں کو زخمی کیا

اب ایسے کذابوں سے زبانی مباحثات سے کیونکر فیصلہ ہو۔ ہم جھوٹے کو دندان شکن جواب سے ملزم تو کرسکتے ہیں مگر اس کا منہ کیونکر بند کریں اس کی پلید زبان پر کونسی تھیلی چڑھاویں؟ اس کے گالیاں دینے والے منہ پر کونسا قفل لگاویں؟ کیا کریں؟ کیا کوئی اس سے بے خبر ہے کہ نالائق عمادالدین نے اس پاک ذات نبی کی نسبت کیا کیا گندے الفاظ استعمال کئے جس سے تمام مسلمانوں کے کلیجے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ نور افشاں پرچہ لودیانہ میں کیسے کیسے ہفتہ وار محض افترا کی بنیاد پر توہین اسلام کے کلمات لکھے جارہے ہیں۔ ریواڑی والے پادری نے کس قدر مسلمانوں کا دل جلایا اور ہمارے سید و مولیٰ کو ڈاکو اور رہزن قرار دیا۔ غرض کہاں تک لکھیں ان ظالم پادریوں نے لاکھوں گالیاں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر ہمارے دلوں کو زخمی کردیا۔

خدا سے فیصلہ کرایا جائے کہ کون سا مذہب حق پر ہے

پس یہ روز افزوں جھگڑے کیونکر فیصلہ پاویں۔ مباحثات کے نیک نتیجہ سے تو نومیدی ہوچکی بلکہ جیسے جیسے مباحثات بڑھتے جاتے ہیں ویسے ہی کینے بھی ساتھ ترقی پکڑتے جاتے ہیں سو اس نومیدی کے وقت میں میرے نزدیک ایک نہایت سہل و آسان طریق فیصلہ ہے اگر پادری صاحبان قبول کرلیں اور وہ یہ ہے کہ اس بحث کا جو حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے خدا تعالیٰ سے فیصلہ کرایا جائے۔

کل املاک منقولہ و غیر منقولہ یعنی دس ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

اوّل مجھے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایسا خدائی فیصلہ کرانے کے لئے سب سے زیادہ مجھے جوش ہے اور میری دلی مراد ہے کہ اس طریق سے یہ روز کا جھگڑا انفصال پا جائے۔ **اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ و غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوں گی عیسائیوں کو دے دوں گا اور بطور پیشگی تین ہزار روپیہ تک ان کے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔** اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لئے

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضاء ہے کہ جو کام ہو اللہ کیلئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقعہ پر میز بانوں اور مہمانوں کو اپنے فرائض ادا کرنے نیز بعض انتظامی امور کی بابت زرّیں نصائح

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی وہ اعلیٰ اخلاق قائم فرمانے تھے جس سے اسلام کی خوبصورت تصویر ہمارے سامنے آئے اور وہ ہم دنیا کو پیش کر سکیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرتا ہے

مہمان بھی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام نے جہاں میزبان کو مہمان کی عزت و احترام کرنے کی ہدایت کی ہے
وہاں مہمانوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بحیثیت مہمان تمہاری بھی کچھ ذمہ داری ہے

جن کو دعوت نامہ اور اجازت نامے ملے ہیں وہ سوائے اشد مجبوری کے ضرور جلسہ میں شامل ہوں
ورنہ ان کے نہ شامل ہونے سے ان لوگوں کی حق تلفی ہوگی جن کو اجازت نامے نہیں دیے گئے، موسم کی خرابی کو عذر نہ بنائیں

لمبے عرصہ کے بعد ملنا آپ کو جلسہ کے پروگرام سننے سے محروم نہ کر دے یا دعاؤں کی طرف توجہ رکھنے سے محروم نہ کر دے، جلسہ پر آئے ہیں تو اس سے بھر پور استفادہ کریں

ان دنوں میں ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید کھینچنے کا ذریعہ بنتا ہے، اس لیے ان دنوں میں خاص طور پر ذکر الٰہی پر زور دیں
اور دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی جہاں اکٹھے ہو کر جلسہ سن رہے ہیں یا گھر والوں کے ساتھ مل کر جلسہ سن رہے ہیں تو وہ بھی ذکر الٰہی پر توجہ دیں تا کہ زیادہ سے زیادہ
ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والے ہوں، اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے والے ہوں اور دنیا کی آفات سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے بچنے والے ہوں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6 اگست 2021ء بمطابق 6 ظہور 1400 ہجری شمسی بمقام حدیقۃ المہدی، آلٹن (ہمپشائر) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

آج ان شاء اللہ جلسہ سالانہ برطانیہ شروع ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان دنوں میں جلسہ کے ہر لحاظ سے بابرکت انعقاد کیلئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں خالص دینی ماحول بھی رکھے اور شاملین کے دلوں کو نیکی اور تقویٰ میں زیادہ کرے۔ گو آج کل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہاں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت محدود ہے لیکن گھروں میں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض جگہ جماعتی انتظام بھی ہے اس کے تحت مساجد میں یا جہاں ہال میسر ہیں وہاں ہالوں میں جلسہ سنا جائے گا۔ بہر حال جو بھی اس طرح جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں وہ بھی اس سوچ کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوں کہ گویا وہ جلسہ گاہ میں ہی ہیں اور تینوں دن پروگراموں کو سنیں اور دعاؤں میں گزاریں۔

اس سال اس طرح جلسہ کا انعقاد انتظامیہ کیلئے بھی ایک نیا تجربہ ہے اور شامل ہونے والوں کیلئے بھی۔ انتظامیہ کو جو بعض سہولتیں مہمانوں کے آرام کیلئے مہیا ہوتی تھیں وہ اس سال مہیا نہیں ہو سکیں۔ اس خیال میں رہے کہ مل جائیں گی لیکن نہیں مل سکیں اس لیے مہمان یا شاملین جلسہ بھی ان حالات کو سمجھتے ہوئے جہاں بھی انتظامیہ سے انتظامات میں کمیاں رہ گئی ہیں ان سے صرفِ نظر کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد حالات بہتر کرے اور پھر جلسہ اپنی پہلی شان کے ساتھ منعقد ہو سکے۔ بعض لوگوں کو شکوہ ہے کہ ہمیں جلسہ میں بعض شرائط کی وجہ سے شامل نہیں ہونے دیا گیا یا بعض جگہ شاملین کا جو انتخاب ہوا ہے وہ صحیح نہیں۔ بہر حال انتظامیہ اس معاملے میں اپنا عذر پیش کرتی ہے۔ یعنی بعض مقامی جماعتوں کی انتظامیہ یہ عذر پیش کرتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ عذر صحیح ہے یا غلط؛ افراد جماعت سے یہی کہوں گا کہ یہاں بھی صَرفِ نظر سے کام لیں اور سمجھیں کہ پہلے تجربے کی وجہ سے بعض غلطیاں ہو گئی ہوں گی اس لیے معاف کر دیں اور کسی قسم کی رنجش دل میں نہ لائیں۔

اس بات کے بعد میں جلسہ اور مہمان نوازی کے حوالے سے بعض باتیں کروں گا۔ عموماً جلسہ والے دن کے خطبہ میں مَیں مہمانوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں یا بعض انتظامی باتیں کرتا ہوں اور جلسہ سے ایک جمعہ پہلے کا جو خطبہ ہے اس میں میزبانوں اور مہمان نوازی کرنے والوں، ڈیوٹی دینے والوں کے فرائض اور ذمہ داریوں کے بارے میں کچھ کہتا ہوں۔ لیکن کیونکہ اس دفعہ پہلے ڈیوٹی دینے والوں کی ذمہ داریوں کے متعلق کچھ نہیں کہا اس لیے آج دونوں کیلئے کچھ باتیں کہوں گا۔

پہلی بات تو میز بانوں کو یہ کہنی چاہتا ہوں، ڈیوٹی دینے والوں کو یہ کہنی چاہتا ہوں کہ حالات کی وجہ سے مہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔ اس دفعہ چھ سات ہزار مہمان جو بیرونی ممالک سے آتے تھے وہ تو نہیں آ رہے۔ ملک کے اندر سے ہی مختلف شہروں سے آنے والے مہمان ہوں گے اور ہیں بھی بہت کم تعداد میں۔ اس لیے اس بات کو آسان سمجھ کر relax نہ ہو جائیں۔ اگر کہیں کوئی کمی رہ جائے تو جو قریب کے مہمان ہوتے ہیں، تعلق رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کو زیادہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے بڑی احتیاط سے اور توجہ سے ہر ایک کی مہمان نوازی کریں۔ کسی قسم کی کمی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں تک برطانیہ کے جلسہ کے کارکنان کا تعلق ہے جیسا کہ کل میں نے کارکنوں کی inspection کے دوران بھی کہا تھا کہ ہر طبقے کے کارکن، ناصرات میں سے بھی، لجنہ میں سے بھی، اطفال میں سے بھی، خدام میں سے بھی، انصار میں سے بھی اپنی ڈیوٹیوں اور اپنے کام میں بہت ماہر ہو چکے ہیں اور بڑا کام سنبھال لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نئے شامل ہونے والے بچوں اور بچیوں کو بھی وہ اچھی طرح کام سکھا سکتے ہیں اس لیے اس لحاظ سے تو کوئی فکر نہیں کہ کام آتا نہیں۔ جلسہ کے ہر شعبہ میں بڑی گہرائی سے دیکھ کر کام کرنے والے کارکن موجود ہیں اور کر سکتے ہیں لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ مومن کو یاددہانی کرواتے رہنا چاہئے یہ اس کیلئے فائدہ مند ہے اور پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ جلسہ کا انتظام مختصر ہے۔ بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ اعتماد کہ یہ جلسہ تو تھوڑی سی تعداد میں ہو رہا ہے اسے تو ہم سنبھال ہی لیں گے، بعض امور میں لاپروائی کی وجہ سے پھر کمی رہ جاتی ہے، خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جو نئے ڈیوٹیوں میں شامل ہونے والے ہیں وہ اس سے غلط پیغام بھی لے سکتے ہیں۔ پس مہمانوں کے آرام کیلئے بھی اور نئے آنے والوں کو سکھانے کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ چاہے انتظام اتنا وسیع نہیں ہے لیکن پھر بھی ہر شعبہ کا ہر کام بہت اہم ہے اور خاص طور پر آج کل موسم بھی کافی خراب ہے اس لیے بھی بعض شعبہ جات کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہر ڈیوٹی دینے والے کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مہمان کم ہیں یا زیادہ، جلسہ پر آنے والے مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اور ان کی ہمیں حتی الوسع پوری خدمت کرنی چاہئے۔ مہمان نوازی ایک ایسا خلق ہے جو انبیاء اور ان کی جماعتوں کا ایک خاص وصف ہے۔ پس دینی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہمارے اندر مہمان نوازی کی صفت ایک خاص رنگ رکھتی ہو اور یہ جو وصف ہے یہ اَور نمایاں ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جب زیادہ مہمان آنے شروع ہو گئے تو آپ صحابہ میں مہمان بانٹ دیا کرتے تھے اور صحابہ بڑی خوشی سے مہمانوں کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور جب صبح آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم مہمانوں سے ان کی رات گزرنے اور صحابہ کی مہمان نوازی کے بارے میں پوچھتے تھے، حال احوال پوچھتے تھے، خدمت کا حال پوچھتے تھے تو ہر ایک کا یہی جواب ہوتا تھا کہ ہم نے ایسی خدمت کرنے والے میزبان نہیں دیکھے جنہوں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد5، صفحہ 357، حدیث 15644، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ اسوہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کی وجہ سے صحابہ نے ہمارے سامنے اور ہمارے لیے قائم فرمایا اور اس زمانے میں جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے تو آپ علیہ السلام نے بھی ہمیں اس نمونے پر چلنے کی تلقین فرمائی جس کے نمونے صحابہؓ نے قائم فرمائے تھے۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سَبّ و شَتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے یعنی مہمان اگر سخت الفاظ استعمال کرے اور سختی سے پیش آئے، رویہ ٹھیک نہ ہو تو تب بھی اسے گوارا کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد5، صفحہ 91)

گو یہاں آپؑ نے غیر مہمانوں کے بارے میں یہ نصیحت فرمائی تھی لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان کوئی بھی ہو، احمدی مہمان بھی ہو تب بھی ایک میزبان کا کام ہے کہ عمدہ اخلاق سے کام لیا جائے اور سختی کا جواب سختی سے نہ دیں۔ اپنے ہوں یا غیر، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے ہمیں غیر معمولی نمونے ملتے ہیں۔ اپنوں سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر معمولی مہمان نوازی کا اظہار فرمایا ہے اور کیوں نہ ہو۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی وہ اعلیٰ اخلاق قائم فرمانے تھے جس سے اسلام کی خوبصورت تصویر ہمارے سامنے آئے اور وہ ہم دنیا کو پیش کر سکیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ لاہور سے قادیان آیا۔ مجھے حضرت صاحبؑ نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو اس وقت تک ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ ابھی بھی چھوٹی مسجد ہے لیکن اس وقت بہت ہی چھوٹی تھی، ایک کمرے کے برابر۔ پھر فرمایا آپ بیٹھیے۔ میں آپ کیلئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ مفتی صاحبؓ کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے لیکن چند منٹ کے بعد جب کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لیے کھانا لائے ہیں۔ ایک ٹرے میں کھانا رکھ کر میرے لیے کھانا لے کے آئے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا آپ کھانا کھائیے مَیں پانی لاتا ہوں۔ مفتی صاحبؓ کہتے ہیں کہ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرتؑ ہمارے مقتدا اور پیشوا ہو کر ہمارے لیے یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہئے۔

(ماخوذ از ذکر حبیب، صفحہ 327، مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، مطبوعہ قادیان)

ایک مرتبہ بستروں کی کمی ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا بستر بھی مہمانوں کو دے دیا بلکہ گھر کے سارے بستر دے دیے اور خود ساری رات بغیر بستر کے تکلیف میں گزاری لیکن کسی کو احساس نہیں ہونے دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔ (ماخوذ از اصحابِ احمد، جلد چہارم، صفحہ 180، روایت نمبر 76، مطبوعہ ربوہ)

یہ ہے مہمان نوازی کے لیے اصل قربانی۔ بعض دفعہ بعض لوگ قربانی کر دیتے ہیں لیکن یہ جتا بھی دیتے ہیں کہ مجھے اس قربانی کی وجہ سے کتنی تکلیف ہوئی۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کیلئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمان کو آرام دیا جائے۔ فرمایا: مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا تو پتہ لگ جاتا تھا کیسی مہمان نوازی ہو رہی ہے۔ کھانا وافر ہے، کتنا ہے، ہر ایک کو ملا بھی ہے کہ نہیں لیکن فرمایا کہ جب سے بیماری کی وجہ سے مجھے پرہیزی کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا اور ساتھ ہی ایک اَور وجہ بھی بن گئی کہ مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہیں ہوتی تھی۔ مشکل ہوتا تھا کہ ایک جگہ بیٹھ کے سارے کھانا کھالیں۔ مختلف جگہوں پر کھانا serve کیا جاتا ہوگا یا باری باری دیا جاتا ہوگا۔ اس لیے بمجبوری علیحدگی ہوئی۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد5، صفحہ 406)

پھر آپؑ نے لنگر خانے کے انچارج کو ایک مرتبہ فرمایا جبکہ بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ دیکھو! بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاحترام جان کر خدمت کرو۔ پس میزبان کیلئے سب مہمان مہمان ہیں۔ کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کرنا۔ یہ نہیں کہ فلاں عہدے دار ہے یا فلاں میرا واقف ہے تو اس کی زیادہ خدمت کروں، اس سے زیادہ بہتر سلوک کروں۔ سب کو مہمان سمجھ کر برابر خدمت کرو۔ ہر مہمان سے عزت و احترام کا سلوک رکھنا چاہیے۔ یہی مہمان نوازی کی جڑ ہے۔ آپؑ نے انہیں فرمایا کہ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو ان سب کی خوب خدمت کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد6، صفحہ 226)

پس یہ وہ حسن ظن ہے جو آج بھی سب خدمت کرنے والوں پر ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت خدمت کرنے والے اس حسن ظن پر پورے اترنے والے ہیں اور جن میں کوئی کمی ہے وہ خود اپنے جائزے لیں اور دیکھیں کہ کس طرح وہ اپنی کمیاں دور کر سکتے ہیں اور کمی دور کر کے مہمان نوازی کے معیار کو بڑھا سکتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ بعض شعبہ جات کے کارکنان کو بعض مہمانوں کی طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ہمارا کام ہے کہ خوش خلقی کو کبھی نہ چھوڑیں۔ اس کا مظاہرہ کریں۔ مہمان جو چاہے کہہ دے ہر کارکن نے اپنے پہ یہ فرض کر لینا ہے کہ اب اپنے اعلیٰ اخلاق ہی دکھانے ہیں۔ اس مرتبہ شاید محدود تعداد ہونے کی وجہ سے بعض دقتوں کا کارکنان کو سامنا نہ کرنا پڑے یا کارکنوں کا خیال ہوگا کہ نہیں کرنا پڑے گا لیکن کارکن جب بعض پابندیوں کی طرف مہمانوں کو توجہ دلائیں گے تو ہو سکتا ہے بعض مہمان برا بھی مان جائیں۔ جیسے ماسک پہن کے رکھنا ہے۔ اس طرف کارکنان توجہ دلائیں گے۔ فاصلہ دے کے رکھنا ہے اس طرف توجہ دلائیں گے۔ عام طور پر اس کی ہم پابندی نہیں کرتے۔ کھانا کھاتے ہوئے بعض پابندیوں کا خیال رکھنا ہے۔ لیکن سب باتیں سن کر بھی اگر کوئی سختی سے پیش آتا ہے اور ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتا تو لوگوں کی باتیں سن کر بھی پیار سے ہی اپنی بات مہمانوں کو سمجھائیں۔ عموماً مہمانوں کو بھی اس بات کا ادراک ہے کہ انہوں نے بعض پابندیوں کا خیال رکھنا ہے لیکن بعض لوگ طبعاً بعض باتوں کا جلد برا مان جاتے ہیں اور ایسے چند ایک ہی لوگ ہوتے ہیں جو مسائل پیدا کرتے ہیں اور اگر آگے سے کارکن کا رویہ بھی سخت ہو جائے تو پھر زیادہ بدمزگی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس لیے اگر کسی نے سمجھانا بھی ہے کسی کو، کوئی درخواست بھی کرنی ہے، کوئی بات بھی کرنی ہے تو انتہائی صبر اور نرمی سے سمجھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف......، حدیث 173)

مومن کی یہ نشانی ہے کہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔ پس یہ مومنانہ خصوصیت ہر ایک میں پیدا ہونی چاہئے۔ بارش کی وجہ سے پارکنگ میں، حدیقۃ المہدی میں محدود تعداد میں پارکنگ ہوگی۔ بارش کی وجہ سے گو کہ گراؤنڈز تو ہیں لیکن بارش کی وجہ سے گیلی ہیں اور کاروں کے وہاں slip ہونے یا دھنسنے کا خطرہ ہے۔ اس لیے دوسری جگہ پارکنگ لی گئی ہے جہاں سے بسوں کے ذریعہ سے مہمانوں کو لایا جائے گا۔ یہاں ڈیوٹی والوں کو بڑے آرام اور پیار سے کاروں پہ آنے والوں کو سمجھانا ہوگا۔ بعض لوگ سیدھے آجاتے ہیں اور پھر زور دیتے ہیں کہ ہم آگئے ہیں تو ہمیں اندر آنے دیا جائے۔ بڑے پیار سے انہیں سمجھائیں اور مہمانوں کو بھی ڈیوٹی والوں کی بات کو سمجھنا چاہئے۔ آپس کے تعاون سے ہی کام میں آسانی اور روانی پیدا ہو سکتی ہے۔

پس دونوں طرف سے تعاون ہونا چاہیے۔ مہمان صرف میزبانوں سے امید نہ رکھیں کہ یہی ہماری خدمت پر مامور ہیں اور ہماری ہر بات سنیں اور اس پر عمل کریں بلکہ مہمانوں کو بھی جو قاعدہ قانون بنایا گیا ہے اس کی پابندی کرنی چاہیے تبھی کام صحیح رنگ میں اور روانی سے ہو سکتا ہے۔ مہمان بھی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام نے جہاں میزبان کو مہمان کی عزت و احترام کرنے کی ہدایت کی ہے وہاں مہمانوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بحیثیت مہمان تمہاری بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ اسلام نے واضح بتایا کہ تم مہمان بن کر جب کسی کے پاس جاؤ تو میزبان کی مصروفیات کا بھی خیال رکھو اور اس کے بلانے پر جاؤ یا بتا کر جاؤ۔ ایک طرف میزبان کو ہدایت کی کہ تم نے گھر آئے مہمان سے حسن سلوک کرنا ہے چاہے وہ جب بھی آئے۔ دوسری طرف مہمان کو کہا کہ کسی کے گھر جاؤ تو بتا کر جاؤ۔ اگر بغیر بتائے جاتے ہو اور گھر والا گھر کے اندر آنے سے منع کر دے تو بغیر کسی شکوے کے واپس آجاؤ۔ جلسے کے مہمانوں پر عموماً یہ بات لاگو نہیں ہوتی لیکن اس سال جیسا کہ میں نے کہا خاص حالات کی وجہ سے ایک عمر کی حد بھی رکھی گئی ہے کہ اس عمر سے اس عمر تک کے لوگ آئیں۔ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ عمر کی حد رکھ دی اور پھر بعض دوسری شرائطِ صحت بھی ہیں، شرائط ہیں جو صحت سے متعلقہ ہیں وہ بھی رکھی گئی ہیں اور ان کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اصول بنایا گیا ہے اور اس لحاظ سے جماعتوں کو کہا گیا ہے کہ منتخب کر کے افراد کو، ان لوگوں کو بھجیں جو یہ شرائط پوری کرتے ہیں۔ بعض جگہ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ اس انتخاب میں اونچ نیچ ہو گئی ہو اور بعض لوگوں کو شکوہ پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح بعض لوگ نئے اس ملک میں آئے ہیں اور شرائط پوری نہیں کرتے لیکن زور یہ ہے کہ ہمیں ضرور جلسہ میں شامل کیا جائے۔ شاید بعض باہر سے آنے والے کوشش بھی

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

(سورۃ الجنّ :19)

ترجمہ: یقیناً مسجدیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (سورۃ البقرہ:223)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

کریں کہ اپنے کسی عزیز کے ساتھ آجائیں یا اپنے علاقے کی انتظامیہ سے ضد کریں کہ ہمیں شمولیت کا پاس دیا جائے تو ان کو خیال رکھنا چاہئے کہ اس طرح نظام کو توڑنے سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کیلئے یہ اصولی ہدایت فرمادی ہے اور بنیادی اخلاق کی راہنمائی کردی اور حکم دے دیا کہ گھر والوں کی اجازت کے بغیر کسی کے گھر نہ جاؤ اور اگر کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ بغیر کسی شکوے کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنۡ قِیۡلَ لَکُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا ھُوَ اَزۡکٰی لَکُمۡ (النور:29) اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لیے یہ بات زیادہ پاکیزگی والی ہے۔ جلسہ پر آنا اور اس میں شامل ہونے کا ایک بہت بڑا مقصد تو اپنی اصلاح اور اپنے نفس کو پاک کرنا ہے۔ زبردستی شامل ہونے کی بجائے جو طریق مقرر کر دیا گیا ہے اس کی پابندی کرنا زیادہ پاکیزگی والی بات ہے۔ پس بعض لوگ جنہوں نے مجھے بھی پیچھے پڑ کر خط لکھے ہیں یا نظام کو بھی کہہ رہے ہیں وہ لوگ جو بھی انتظام مقرر کر دیا گیا ہے اس کی پابندی کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے اور برا بھی نہیں ماننا چاہئے۔ اس بات کا شکوہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں اور ایسے حالات میں زیادہ تڑپ کر دعا ہوتی ہے اور ہو گی کہ اللہ تعالیٰ حالات جلد معمول پر لائے تاکہ بعض لوگ اپنی خواہش کے مطابق جلسہ میں آزادی سے شامل ہو سکیں۔ قرآنی احکام پر عمل کرنے کیلئے صحابہ کا بھی عجیب طریق تھا۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں سالوں لوگوں کے گھروں میں مختلف وقتوں میں بے وقت صرف اس لیے جاتا رہا کہ کوئی مجھے کہے کہ یہ وقت نہیں ہے۔ اندر آنا منع ہے۔ ہم نہیں مل سکتے۔ گھر میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ملاقات نہیں ہو سکتی۔ واپس چلے جاؤ اور کہتے ہیں کہ میری یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے اس طرح کہے تو میں قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کر کے ثواب کمانے والا بن جاؤں لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں کسی کے گھر گیا ہوں اور آگے سے مجھے معذرت کر دی گئی ہو۔

(تفسیر الدر المنثور، جلد 6، صفحہ 175-176، دار الفکر بیروت 2011ء)

تو دونوں فریق میزبان بھی اور مہمان بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے فرائض پورے کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ عمومی اخلاق کے اپنانے اور قرآن کریم کی ہدایت پر شوق اور جذبے سے عمل کرنے کے ضمن میں مَیں نے یہ بات بتائی اور ایک اصولی ہدایت دی ہے لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اپنی بات منوانے کیلئے کہہ دیتے ہیں یا کہہ دیں گے کہ پھر انتظامیہ کو بھی انکار نہیں کرنا چاہئے۔ عمومی حالات میں انتظامیہ انکار نہیں کرتی اور نہ کرنا چاہیے۔ اگر کرے تو یقیناً مہمانوں کا حق ادا نہیں کرے گی اور اس تعلیم کے خلاف کرے گی جو اسلام کی تعلیم ہے اور جس کی تعلیم پر عمل کرنے پر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص زور دیا ہے اور اپنے عمل سے مثالیں قائم کی ہیں کہ بے وقت رات گئے مہمان آئے تو اس وقت بھی ان کی مہمان نوازی کا احترام فرمایا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ جلسہ جن حالات میں ہو رہا ہے یہ خاص حالات ہیں اس میں مجبوراً مہمانوں کو شمولیت سے انکار کیا جا رہا ہے۔ اس لیے بغیر کسی شکوے کے اس پر عمل کر لیا جائے لیکن ساتھ ہی میں ان لوگوں کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جن کو دعوت نامہ اور اجازت نامے ملے ہیں کہ سوائے اشد مجبوری کے ضرور جلسہ میں شامل ہوں ورنہ ان کے نہ شامل ہونے سے ان لوگوں کی حق تلفی ہو گی جن کو اجازت نامے نہیں دیے گئے۔ موسم کی خرابی کو عذر نہ بنائیں۔

موسم کی خرابی کی بات ہوئی ہے تو شاملین کو یاد رکھنا چاہئے کہ ربوہ یا قادیان میں سردیوں کے دنوں میں کھلے میں جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ ربوہ میں تو اب پابندیوں کی وجہ سے نہیں ہوتے۔ سالوں سے نہیں ہوئے لیکن ہوا کرتے تھے اور جب سردیوں میں جلسہ ہوتا تھا تو پھر لوگ بارش کی صورت میں بھی آرام سے بیٹھ کر کسی نہ کسی ذریعہ سے اپنے آپ کو ڈھانک کر جلسہ سنتے تھے۔ یہاں جب اسلام آباد میں جلسے ہوتے تھے تو بارش کی وجہ سے جلسہ گاہ کی مارکی کے باوجود بھی بہت برا حال ہو جاتا تھا۔ نیچے بیٹھنے کیلئے صرف گھاس رکھا جاتا تھا۔ نیچے باقاعدہ کوئی فرش نہیں بنایا جاتا تھا جس طرح اب لکڑی کا بنایا جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک جلسہ میں مَیں شامل ہوا تو بارش کی وجہ سے جلسہ گاہ کے اندر بھی کچھ حصہ میں پانی آگیا اور زمین گیلی ہو گئی۔ کناروں پر تو پانی کھڑا تھا اور جو لوگ کناروں پہ کھڑے ہو کے نماز پڑھتے تھے ان کے گھٹنے اور ماتھے پانی میں ہوتے تھے یا کیچڑ میں ہوتے تھے۔ خود میرے ساتھ بھی اسی طرح ہوا اور سجدے سے سر اٹھا کر پہلے ماتھا صاف کرنا پڑتا تھا کہ آنکھوں میں پانی یا کیچڑ نہ آجائے یا گھاس پھوس لگا ہوتا تھا لیکن سب لوگ مَیں نے دیکھا ہے ایک جذبے سے جلسہ میں شامل ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی یہ جذبہ ہے اور کہنا چاہیے کہ احمدیوں کی تقریباً اکثریت میں یہ جذبہ موجود ہے لیکن بعض ذرا نازک مزاج بھی ہوتے ہیں یا حالات کی وجہ سے اب زمانے کی دوری کی وجہ سے نازک مزاجی آگئی ہے ان کیلئے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر ان کو آنے کا اجازت نامہ ملا ہے تو وہ ضرور شامل ہوں۔ کسی قسم کا عذر نہ بنائیں۔ پھر یہ بھی ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ بعض لوگ عادتاً لڑنے والے ہوتے ہیں، بعض عادتاً شکوہ کرنے والے بھی ہیں اور انتظامیہ پر نکتہ چینی کریں گے کہ یہ انتظام اس طرح ہونا چاہئے تھا اس طرح کیوں نہیں ہوا؟ یا نہ آنے کا بہانہ پیش کریں گے کہ اس وجہ سے ہم نہیں آئے تو بہرحال ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ آج بھی اور کل بھی اور پرسوں بھی جن لوگوں کو دعوت نامے ملے ہیں یا کہنا چاہئے جن لوگوں کو اجازت نامے ملے ہیں وہ ضرور شامل ہوں۔

بعض انتظامی باتیں بھی کر دوں کہ کھانے کی مارکی میں انتظامیہ نے کھانا لیتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے جو فاصلہ رکھنے کی طرف توجہ دلانے کا انتظام کیا ہوا ہے اس کی پابندی کریں۔ جگہ جگہ یہ لکھ کر لگا یا ہوا ہے کہ فاصلہ رکھیں لیکن بعض لوگوں کو جو بھی ہدایت لگائی جائے اسے پڑھنے کی عادت نہیں ہے، اس طرف توجہ نہیں کرتے اور پھر یہ بھی آجکل عام حالات میں بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض فاصلہ کا خیال بھی نہیں رکھتے۔ اس لیے کھانے کے وقت بھی اور کھانا لیتے ہوئے بھی اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ فاصلہ رکھنا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے تو مجبوری ہے کہ ماسک اتارنا پڑتا ہے لیکن کھانا لیتے وقت جب لائن میں ہوں تو ماسک پہن کر رکھیں۔ اسی طرح ڈیوٹی والے کارکنان بھی اس بات کو لازمی بنائیں، یقینی بنائیں کہ ماسک پہن کر ہر وقت رکھنا ہے اور کارکنوں نے اگر ماسک پہننے میں کوئی ڈھیل دکھائی، کمی کی یا پابندی کا خیال نہ رکھا تو پھر مہمان بھی عمل نہیں کریں گے۔ اس لیے ڈیوٹی والے بھی اور مہمان بھی اس بات کو لازمی بنائیں کہ انہوں نے ماسک پہن کر رکھنا ہے چاہے وہ پارکنگ ہے یا غسل خانے ہیں یا راستوں پہ چلنا ہے، جلسہ گاہ ہے یا کھانے کی مارکی ہے۔ جلسہ گاہ میں بھی ماسک پہن کر بیٹھنا ہے۔ ہاں انتظامیہ چیک کرنے کیلئے بعض دفعہ ماسک اتار کر چہرہ دکھانے کا کہے تو پھر اس بارے میں ان سے تعاون کریں۔ اسی طرح اگر انتظامیہ کے زیر انتظام کسی تقریر کے دوران کوئی نعرہ لگتا ہے تو اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ نعرہ لگاتے ہوئے یا اس کا جواب دیتے ہوئے کسی کا ماسک نہ اترے۔ بعض بے احتیاطی کر جاتے ہیں۔ اس دفعہ یہ ایک بالکل نئی بات ہے اس لیے بہت احتیاط سے اور توجہ سے اس بات کا خیال رکھنا ہو گا۔ اپنے آپ کو بچانے کیلئے بھی اور دوسروں کو بچانے کیلئے بھی ناک اور منہ دونوں ڈھانکنے ضروری ہیں۔ پھر گیٹ میں اندر داخل ہوتے ہوئے دونوں طرح کی چیکنگ ہو گی۔ ایمز کارڈ بھی چیک ہو گا اور شاید ویکسینیشن کا کارڈ اور دوسرا اجازت نامہ بھی دیکھیں، اس کو بھی چیک کریں۔ اس لیے اس لحاظ سے بھی چیک کرنے والوں کی تسلی کروائیں اور کسی قسم کا ایسا اظہار نہ کریں کہ اتنی چیکنگ آپ کو بُری لگی ہے۔ یہ سب احتیاطیں شامل ہونے والوں کے مفاد کیلئے کی جا رہی ہیں۔

پھر ایک اور بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تھوڑی تعداد اور ان سب احتیاطوں کی وجہ سے سیکیورٹی کے لحاظ سے relax نہ ہو جائیں۔ اس بارے میں ڈیوٹی کے کارکنان کو بھی اور شامل ہونے والوں کو بھی مکمل طور پر محتاط رہنا چاہیے جیسا کہ پہلے بھی ہدایات ملتی تھیں اور رہتے تھے۔

پھر کھانے کے بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ دوپہر کو تو کھانا ان شاء اللہ کھانے کی مارکی میں دیا جائے گا اور وہاں ان باتوں کا خیال رکھیں جو میں نے بتائی ہیں لیکن رات کا کھانا پیک کر کے دیے جانے کا ان کا پروگرام ہے۔ اپنے گھروں میں لے کر جا سکتے ہیں۔ کوشش تو کی جائے گی کہ جتنی جلدی تقسیم ہو سکے کی جائے لیکن اگر کچھ وقت لگ جائے تو پریشان نہ ہوں۔ اسی طرح جلسہ سننے کے بارے میں بھی جو عمومی ہدایت ہر سال ہوتی ہے وہ دوہرا دیتا ہوں کہ جلسہ سنیں اور ایک دوسرے کو لمبے عرصہ کے بعد ملنے کی وجہ سے اِدھر اُدھر بیٹھ کر عزیزوں سے یا دوستوں سے باتوں میں مصروف نہ ہو جائیں کیونکہ جلسہ کیلئے آئے ہیں تو جلسہ ہی سنیں۔ اس وبا کی وجہ سے بعض لوگ بہت سے ایسے ہوں گے بلکہ کہنا چاہئے جو قریبی بھی ہوں گے ایک دوسرے کے دوست بھی ہوں گے اور مختلف شہروں میں رہنے کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ کے بعد مل رہے ہوں گے کیونکہ اس عرصہ میں جماعتی طور پر بھی کوئی فنکشن نہیں ہوئے۔ اس لیے لمبے عرصہ کے بعد یہ ملنا انہیں جلسہ کے پروگرام سننے سے محروم نہ کر دے یا دعاؤں کی طرف توجہ رکھنے سے محروم نہ کر دے۔ جلسہ پر آئے ہیں تو اس سے بھرپور استفادہ کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ کے ایام میں ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک نکتہ بیان فرمایا۔ کہتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلسہ کے ایام میں ذکر الٰہی کرو اور جب مجالس میں بیٹھے ہوں تو وہاں ذکر الٰہی ہونا چاہیے۔ اس کا فائدہ خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اُذۡکُرُوا اللّٰہَ یَذۡکُرۡکُمۡ۔ کہ اگر تم ذکر الٰہی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر کرنا شروع کر دے گا۔ اب اس بندے جیسا خوش قسمت کون ہے جس کو اپنا آقا یاد رکھے، جس کا ذکر خدا تعالیٰ کرے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمودؓ، جلد 4، صفحہ 258)

پس ان دنوں میں ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید کھینچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لیے ان دنوں میں خاص

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب تجھے چھینک آئے تو تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہہ

اور جب چھینک مارنے والا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہے تو، تُو یَرۡحَمُکَ اللّٰہُ کہے

(ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب تشمیت العاطس فی الصلوٰۃ)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم رات کی عبادت (تہجد) کو لازم پکڑو

تم سے پہلے نیک لوگوں کا یہی دستور تھا

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث 3472)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

طور پر ذکر الٰہی پر زور دیں اور دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی جہاں اکٹھے ہو کر جلسہ سن رہے ہیں یا گھر والوں کے ساتھ مل کر جلسہ سن رہے ہیں تو وہ بھی ذکر الٰہی پر توجہ دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والے ہوں۔ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے والے ہوں اور دنیا کی آفات سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے بچنے والے ہوں۔

پس اس جلسے کے ماحول سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کریں، علمی اور تربیتی تقاریر سن کر بھی اور دعاؤں کی طرف توجہ رکھ کر بھی۔ اس مرتبہ تو تھوڑی تعداد ہونے کی وجہ سے ہر ایک کیلئے کرسی پر بیٹھنے کا انتظام ہے اس لیے لمبا عرصہ بیٹھنے کا بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ ویسے بھی جلسے کا ایک سیشن کوئی اتنا لمبا نہیں ہوتا۔ عموماً دو اڑھائی گھنٹے کا یا حد تین گھنٹے یا اس کے قریب کا ہو جاتا ہے تو اس لیے اگر زمین پر بھی بیٹھنا پڑے تو بیٹھنا کوئی مشکل بھی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں آخر میں پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کیلئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل وقال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض وغایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلّف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضاء ہے کہ جو کام ہو اللہ کیلئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔'' (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 398-399)

پھر فرمایا ''مسلمانوں میں اِدبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لَسّان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے، شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے۔''

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 401)

بہرحال ایک بات تو یہ ہے کہ ہر تقریر کو سنیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ مقرر اچھا ہے، اس کی تقریر سننی ہے کس کی نہیں سننی۔ ہر تقریر جلسہ میں بیٹھ کے سننی چاہئے اور پورے اخلاص اور توجہ سے سننی چاہئے اور یہ اخلاص تبھی حاصل ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی تڑپ ہے۔ اور جب یہ تڑپ ہوگی تو یہی وہ حالت ہے جب ہماری حالتیں سنور سکتی ہیں۔ ہماری نسلوں کو بھی سنوار سکتی ہیں اور ان کو صحیح رستوں پر ڈال سکتی ہیں۔ اس کیلئے ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک جو اس جلسہ میں شامل ہو رہا ہے یا سن رہا ہے اپنے اندر خالص اخلاص ووفا پیدا کرنے والا بن جائے۔ اور موسم کیلئے بھی ان دنوں میں دعا کریں کہ موسم ہمارے کسی پروگرام میں روک نہ بنے بلکہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں کر دے۔

......☆......☆......☆......

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار ''اخبار بدر'' 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات وتحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ وخطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی ودنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم وتربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تاکہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔ (ادارہ)

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ برطانیہ 2021 از صفحہ 13

کارروائی صبح 9 بجے (GMT) اور ہندوستانی وقت کے مطابق دوپہر 2:30 بجے شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم افتخار ایاز صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم میاں داؤد احمد صاحب نے کی۔ بعد ازاں اردو نظم مکرم آصف چغتائی صاحب نے پڑھی۔ اجلاس کی پہلی تقریر بزبان انگریزی مکرم عبد القدوس عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو.کے کی ہوئی۔ آپ کی تقریر کا موضوع ''قرآن کریم کی تعلیمات کی فضیلت'' تھا۔ اس کے بعد ایک اردو تقریر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن ونائب امیر یو.کے نے بعنوان ''اسلام کی پیش کردہ توحید خالص'' کی۔ اسکے بعد مکرم طاہر احمد خالد صاحب نے ایک نظم پڑھی بعد ازاں اجلاس کی تیسری تقریر مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر یو.کے کی ہوئی۔ آپ نے ''عالم اسلام اور خلافت احمدیہ'' کے موضوع پر اردو زبان میں تقریر کی۔ اسکے بعد ایک انگریزی تقریر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی بعنوان ''حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں غلبہ اسلام کی تڑپ'' ہوئی۔ بعد ازاں عالمی بیعت کی روح پرور تاریخ اور ایمان افروز نظاروں پر مشتمل ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی۔

(اختتامی اجلاس اور حضور انور کا خطاب)

اختتامی اجلاس سے قبل ایک خصوصی اجلاس زیر صدارت مکرم رفیق احمد حیات صاحب نیشنل امیر یو.کے منعقد ہوا۔ جس میں معزز شخصیات کے پیغام دکھائے اور پڑھے گئے۔ اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ طیب احمد صاحب نے کی۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ جلسہ سالانہ کیلئے دنیا بھر سے کل 107 معزز شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے ہیں جن میں سے 65 ویڈیو پیغامات ہیں۔ ان پیغام میں تمام معزز شخصیات نے جماعت احمدیہ کے ساتھ اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہندوستانی وقت کے مطابق رات 9 بجکر 42 منٹ پر جلسہ گاہ کے اسٹیج پر تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبد المومن طاہر صاحب نے کی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ مکرم منیر عودہ صاحب نے پڑھا۔ اردو منظوم کلام مکرم حفیظ احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو.کے نے ''احمدیہ امن انعام'' کا اعلان کیا۔

رات 10 بجکر 6 منٹ پر حضور انور نے اپنا خطاب شروع فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج میں اسلام نے مختلف طبقات کے جو حقوق قائم فرمائے ہیں اس کے بارے میں قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کروں گا جس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہی حقوق قائم ہو سکتے ہیں۔

فرمایا قرآن مجید کی تعلیم کامل اور مکمل ہے اور ہر زمانے کے مسائل کا اس میں حل ہے۔ اسکی تعلیم پر عمل کئے بغیر حقوق ادا نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اس کی تعلیم کو پیش کرتے ہوئے کسی شرم اور جھجھک کی ضرورت نہیں، نہ ہی کوئی دفاعی انداز اپنانے کی ضرورت ہے بلکہ اس تعلیم کی طرف سب کو دعوت دینے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا میں امن وسلامتی کی فضا قائم ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں دوستوں کے حقوق، مریضوں کے حقوق، یتیموں کے حقوق اور جنگ کرنے والی قوم یا گروہ یا افراد کے حقوق کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ اسی طرح اسلام نے معاہدات کی پابندی کے بارے میں جو تعلیم دی ہے اس کا بھی قرآن وحدیث کے حوالہ سے ذکر فرمایا اور مسلمان کس قدر سختی کے ساتھ معاہدات کی پابندی کرتے تھے حتیٰ کے دشمنوں سے بھی، اس ضمن میں حضور انور نے ایمان افروز واقعات سنائے۔

اپنے خطاب کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: یہ چند حقوق مَیں نے بیان کئے ہیں۔ یہی حقوق ہیں جن کو قائم کر کے ہم معاشرے میں اور دُنیا میں امن کی فضا قائم کر سکتے ہیں ورنہ دُنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں۔ اگر حکومتیں اپنے فرائض کو نہیں سمجھیں گی اور دوسروں کے حقوق ادا نہیں کریں گی تو پھر عالمگیر جنگ کیلئے تیار ہو جائیں جس کی تباہی ہر تصور سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دنیا داروں کو اور دنیاوی حکومتوں کو عقل دے کہ یہ اپنی اناؤں کی بجائے انسانیت کو بچانے کی فکر کریں۔ پس اس لحاظ سے آج ہر احمدی کا کام ہے کہ دعا کرے کہ دنیا تباہی وبربادی سے بچ جائے اور وہ واحد لاشریک خدا کو مان لے اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو سمجھنے والی اور اس پر عمل کرنے والی بن جائے۔ یہی ان کی اور ان کی نسلوں کی بقا کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ سب دنیا کے احمدیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔

11 بجکر 24 منٹ پر حضور انور نے خطاب ختم فرمایا اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد جلسہ گاہ اسلامی نعروں سے گونج اٹھا۔ مختلف گروپس نے نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ آخر پر حضور انور نے جلسہ کی حاضری 8877 بتائی جس میں مردوں کی تعداد 6709 اور عورتوں کی تعداد 2168 تھی۔ 11 بجکر 34 منٹ پر حضور انور نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا اور اسٹیج سے تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کیلئے یہ جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور اس کے دور رس نتائج ظاہر فرمائے۔ نیز جملہ کارکنان ورضاکاران کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کیلئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں

کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 292، ایڈیشن 1988ء)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے

جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 606)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کتب حدیث

اقسام کے لحاظ سے روایات کا علم تین قسموں میں منقسم ہے۔ اعنی (1) حدیث (2) تفسیر اور (3) سیرۃ و تاریخ۔ مؤخر الذکر علم کے ایک حصہ کو مغازی بھی کہتے ہیں۔ حدیث روایات کے ایسے مجموعے کا نام ہے جس کی اصل غرض و غایت دینی مسائل کا ضبط ہے خواہ ضمنی طور پر اس میں تفسیری اور تاریخی حصہ بھی آجاوے۔ حدیث میں عموماً وہ روایات درج ہوتی ہیں جن کی سند بالآخر کسی نہ کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ یعنی آخری راوی یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سُنا۔ یا یوں کرتے دیکھا۔ یا میرے سامنے آپ کے سامنے کسی نے یوں کیا اور آپ نے اُسے نہیں روکا۔ مگر کتب حدیث میں کچھ حصّہ ایسی روایات کا بھی آجاتا ہے جو صرف صحابہ کے اقوال و اعمال تک محدود ہوتا ہے جنہیں اصطلاحی طور پر آثار کہتے ہیں۔ حدیث کی کتابیں بے شمار ہیں جو زیادہ تر دوسری اور تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں لکھی گئی ہیں، مگر یہ سب ایک درجہ کی نہیں ہیں۔ کیونکہ سب محدّثین نے ایک سا سخت معیار نہیں رکھا اور نہ ایک سی احتیاط برتی ہے۔ حدیث کی زیادہ معروف کتابیں مع ان کے مختصر حالات و کوائف کے درج ذیل کی جاتی ہیں:

(1) صحیح بخاری (مصنفہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری 194ھ تا 256ھ) یہ سب کتب حدیث میں صحیح ترین کتاب سمجھی گئی ہے۔ امام بخاری صاحب نے چار لاکھ روایات کے مجموعہ میں سے صرف چار ہزار احادیث چُن کر اس مجموعہ میں درج کی ہیں اور انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے۔ بلاریب ان کا معیار سب محدّثین سے بالا و اَرفع ہے۔

(2) صحیح مسلم (مصنّفہ امام مُسلم بن حجاج 204ھ تا 261ھ) اس کا درجہ بخاری سے نیچے مگر باقی کتب حدیث سے اوپر سمجھا جاتا ہے۔ جس روایت میں بخاری اور مسلم اتفاق کرلیں اسے متفق علیہ کہتے ہیں جو سب سے مضبوط سمجھی جاتی ہے۔

(3) جامع ترمذی (مصنّفہ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی 209ھ تا 279ھ) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ساتھ اگلی چار کتابیں مِل کر صحاحِ ستّہ کہلاتی ہیں اور یہ سب معتبر کتابوں میں شمار ہوتی ہیں۔ ان کا درجہ قریباً اسی ترتیب کے مطابق سمجھا جاتا ہے جو اس فہرست میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔

(4) سُنن ابوداؤد (مصنّفہ ابوداؤد سلیمان بن اشعث 202ھ تا 275ھ)

(5) سُنن نسائی (مصنّفہ احمد بن شعیب النسائی 215ھ تا 306ھ)

(6) سُنن ابن ماجہ (مصنّفہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی 209ھ تا 273ھ)

(7) مؤطا امام مالک (مصنّفہ امام مالک ابن انسؓ 95ھ تا 179ھ) یہ کتاب بہت بلند پایہ ہے بلکہ بعض نے اسے بخاری کے برابر قرار دیا ہے مگر چونکہ اسکے بیشتر حصہ کا اسلوب فقہ کے طریق پر ہے اس لیے اسے حدیث کی کتاب کے طور پر صحاح میں شمار نہیں کیا گیا ورنہ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے وہ کسی مجموعہ حدیث سے کم نہیں۔ امام مالکؒ فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔

(8) مسند امام ابوحنیفہ (مصنّفہ امام نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ 80ھ تا 150ھ) فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے سب سے بلند تر ہیں۔ یہ محدّث نہیں تھے اور نہ انہوں نے اس طرف توجہ کی مگر بعض احادیث اپنی فقہ کی بنیاد کیلئے جمع کی ہیں۔

(9) مسند امام شافعیؒ (مصنّفہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ 105ھ تا 204ھ) یہ بھی فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ہیں اور ان کی کتاب اپنی فقہ کی تائید میں چند احادیث کا مجموعہ ہے۔

(10) مسند احمد (مصنّفہ امام احمد بن محمد بن حنبلؒ 161ھ تا 241ھ) یہ بھی فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ہیں مگر ان کی احادیث کا مجموعہ بھی نہایت شاندار ہے اور حدیث کی کتابوں میں غالباً سب سے بڑا ہے مگر صحتِ روایت کا معیار صحاح کے برابر نہیں ہے۔

(11) سُنن دارمی (مصنّفہ عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی 181ھ تا 255ھ) صحاح ستہ کے بعد اسکا مرتبہ اچھا ہے۔

(12) معجم کبیر و اوسط و صغیر (مصنّفہ سلطان بن احمد طبرانی 260ھ تا 360ھ) مشہور محدث ہیں۔

(13) سنن دار قطنی (مصنّفہ علی بن محمد دار قطنی 306ھ تا 385ھ) مشہور محدث ہیں۔

(14) مستدرک حاکم (مصنّفہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم 321ھ تا 405ھ) مشہور محدث ہیں۔

(15) متفرق کتب حدیث و سیرۃ (مصنفہ احمد بن حسین بیہقی 384ھ تا 458ھ) مشہور محدث ہیں۔

مذکورہ بالا محدّثین کے علاوہ بھی ایسے محدّث گذرے ہیں جنہوں نے باوجود بُعدِ زمانہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے صحابہ تک روایت کا سلسلہ پہنچا کر احادیث نقل کی ہیں۔ مگر ہم نے زیادہ معروف محدّثین کے نام بعد کی فہرست میں درج کر دیئے ہیں اور اس فہرست میں بھی مؤخر الذکر محدثین کے مجموعوں میں کیا بوجہ بُعدِ زمانہ اور کیا بوجہ احتیاط کی کمی کے کمزور اور ضعیف روایات کا حصہ زیادہ آ گیا ہے، مگر بہرحال حدیث کا یہی مجموعہ ہے جس سے ایک مؤرخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ و سوانح اور آغازِ اسلام کی تاریخ کے متعلق علی قدر مراتب فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے فی الجملہ احادیث کا مجموعہ سیرت و تاریخ کی روایات سے زیادہ پختہ اور زیادہ قابلِ اعتبار ہے اور احادیث کی جو اعلیٰ کتابیں ہیں مثلاً بخاری اور مسلم ان کے مقابلہ پر تو سیرۃ کی روایات کی حیثیت بہت ہی کم ہے۔

سنّت اور حدیث میں فرق

حدیث کی بحث ختم کرنے سے پہلے سنّت کے متعلق ایک مختصر نوٹ درج کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ سو جاننا چاہئے کہ یہ جو عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ حدیث اور سنّت ہم معنی الفاظ ہیں، یہ دُرست نہیں ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حدیث اور سُنّت دو مختلف چیزیں ہیں کیونکہ جہاں حدیث ان لفظی روایات کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے متعلق صحابہ سے تابعین تک اور تابعین سے تبع تابعین تک اور تبع تابعین سے ان کی بعد کی نسل تک پہنچیں اور پھر ائمہ حدیث کی تحقیق و تدقیق کے بعد کتابی صورت میں جمع ہو گئیں وہاں سُنّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل یعنی تعامل کا نام ہے جو کسی لفظی روایت کے ذریعہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے متحدہ تعامل کے ذریعہ ایک نسل سے دوسری نسل تک اور دوسری سے تیسری تک اور تیسری سے چوتھی تک پہنچا ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔ مثلاً قرآن شریف میں نماز کا حکم ہے اور اب قطع نظر اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفاصیل کے متعلق کوئی زبانی ہدایات دی تھیں یا نہیں آپؐ نے صحابہ کے سامنے اپنے عمل سے اسکی ساری تفصیلات کر کے دکھادیں اور عمر بھر اس تعامل کو تکرار کے ساتھ دُہرا دُہرا کر ان کے ذہن نشین کرا دیا اور خود اپنی نگرانی میں ان کو نماز کی تفصیلات پر قائم کر دیا اور پھر صحابہ کے ذریعہ یہ تعامل تابعین تک پہنچا۔ جنہوں نے صحابہ کی کسی زبانی تشریح سے نہیں بلکہ عملی تعامل سے اس کو صحابہ سے سیکھا اور اسی طرح یہ سلسلہ نیچے چلتا چلا گیا۔ اسی طرح دوسرے مسائل کا حال ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کی اصل بنیاد قرآن شریف اور سنّت پر ہے جو ابتداء سے ہی ایک دُوسرے کے پہلو بہ پہلو چلے آئے ہیں اور حدیث صرف ایک زائد چیز ہے جو علمی تشریح یا ضمنی تائید وغیرہ کیلئے کام آسکتی ہے ورنہ اس پر اسلام کی اصل بنیاد نہیں ہے، لیکن غلطی سے بعض لوگوں نے حدیث اور سُنّت کو ایک ہی چیز سمجھ رکھا ہے۔ اس بحث کو ہمارے اس مضمون کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ مگر ہم نے خیال کیا کہ حدیث کے متعلق اس عام غلط فہمی کو اس جگہ دُور کر دیا جائے تا کہ ناواقف لوگوں کے دلوں میں یہ شُبہ نہ پیدا ہو کہ گویا اسلام کی بنیاد ایک ایسی چیز پر ہے جو ڈیڑھ دوسو سال بعد ضبط میں آئی ہے۔

کتب تفسیر

روایات کا دُوسرا مجموعہ روایتی تفسیر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں چونکہ قرآن شریف کی تشریح کا تعلق ہے جو زیادہ تر علمی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس علم میں بھی حدیث کے برابر احتیاط نہیں برتی گئی۔ مگر بہرحال یہ بھی ایک مفید مجموعہ ہے جس کے متعلقہ حصوں سے سیرۃ و تاریخ کی تدوین میں فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ کی زیادہ معروف کتابیں جن میں منقولی اور روایتی طریق پر قرآن شریف کی تفسیر درج کی گئی ہے یہ ہیں:

(1) تفسیر ابن جریر۔20 جلد (مصنّفہ امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری 224ھ تا 310ھ) منقولی تفسیر میں یہ سب سے جامع مجموعہ ہے، مگر اس مجموعہ میں کمزور روایات بھی شامل ہوگئی ہیں۔

(2) تفسیر ابنِ کثیر۔10 جلد (مصنّفہ حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن عمر ابن کثیر 700ھ تا 774ھ) یہ تفسیر نہایت معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہے جس کے متعلق علامہ زرقانی کا قول ہے کہ اس جیسی اور کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔

(3) الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔6 جلد (مصنّفہ شیخ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی 849ھ تا 911ھ) یہ بعد کی تصنیف ہے جس میں رطب و یابس سب کچھ جمع ہوگیا ہے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 26 تا 31، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

اس جگہ ایک بہت بڑا نکتہ بیان فرمایا گیا ہے وہ یہ کہ ملائکہ کا کلام انسان کے قلب کے مطابق ہوتا ہے جیسا انسان ہوگا ویسے ہی اس کے الہام ہوں گے۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ الہام ہوگیا تو ہم بڑے آدمی ہوگئے حالانکہ یہ کافی نہیں کیونکہ الہام انسان کی اپنی فطرت کے مطابق ہی ہوا کرتا ہے۔ قادیان میں ایک پہاڑی شخص مزدوری وغیرہ کی غرض سے آیا کرتا تھا وہ عموماً ہمارے ہاں ہی مزدوری وغیرہ کرتا تھا بعض اوقات کسی کام کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے پاس چلا جاتا تو حضرت خلیفہ اوّل اسے نماز کی تاکید فرمایا کرتے تھے جس پر وہ جواب دیا کرتا کہ ''نماز سانوں پجدی نیں'' (یعنی ہمارے مناسب حال نہیں) اتفاقاً ایک روز آپ نے اسے مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا۔ فراغت کے بعد پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے جواب دیا آج مجھے الہام ہوا ہے کہ ''اُٹھ اوئے سورا نماز پڑھ'' اَے سؤر اُٹھ کر نماز پڑھ۔ اس لئے میں نے نماز شروع کردی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ الہام شیطان کی طرف سے تو ہو نہیں سکتا۔ یہ یقیناً خدائی الہام تھا مگر اس کے درجہ کے مطابق تھا۔ پس خالی الہام کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ اس الہام کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا محبت کا بھی اظہار ہے یا اس بندے کی شان کے اظہار کی بھی کوئی صورت ہے۔

اس آیت سے ایک عام قانون کا پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ فرشتے بالحق نازل ہوا کرتے ہیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ مومنوں میں ادنیٰ، اعلیٰ، مامور و غیر مامور سب ہی شامل ہیں۔ اسی طرح نبیوں میں مرتبہ کا تفاوت پایا جاتا ہے۔ حضرت خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی طرح نبی کہلاتے ہیں جس طرح زکریا، الیاس اور یوسف علیہم السلام۔ پس جس طرح درجہ میں نام کی شرکت سب کو برابر نہیں بنادیتی اسی طرح سب کی وحی، وحی کہلا کر ایک سی نہیں ہوسکتی۔ ہر ایک نبی کا کلام اسکی شان کے مطابق ہوگا۔ اس اصل کو مدنظر رکھیں تو یہ سوال بھی حل ہوجاتا ہے کہ تورات، انجیل، زبور، وغیرہ کیوں قرآن کریم کی طرح بے نظیر نہیں۔ جن انبیاء پر وہ کلام نازل ہوئے انہیں کی شان کے مطابق ان میں خدا تعالیٰ نے برکت رکھی۔ یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مختلف درجوں کے کام مختلف نبیوں کو سپرد کرتا لیکن سامان سب کو ایک سا دیتا۔ بہرحال کام کے مطابق ہی اس نے سامان دینے تھے اور کام کے مطابق ہی اس نے کارکن مقرر کرنے تھے۔

(تفسیر کبیر، جلد 5، صفحہ 13، مطبوعہ 2010 قادیان)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(384) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مبارک احمد فوت ہو گیا اور مریم بیگم جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی بیوہ رہ گئی تو حضرت صاحب نے گھر میں ایک دفعہ یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ یہ لڑکی ہمارے گھر میں ہی آ جاوے تو اچھا ہے۔ یعنی ہمارے بچوں میں سے ہی کوئی اس کے ساتھ شادی کر لے تو بہتر ہے۔ چنانچہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ زیادہ تر اسی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مریم بیگم سے شادی کی ہے نیز والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ جب حضرت صاحب کے سامنے تم لڑکوں کی شادی کی تجویز ہوتی تھی اور کبھی یہ خیال ظاہر کیا جاتا تھا کہ فلاں لڑکی کی عمر لڑکے کی عمر کے قریباً قریباً برابر ہے۔ جس سے بڑے ہو کر لڑکے کو تکلیف کا اندیشہ ہے کیونکہ عموماً عورت جلد بوڑھی ہو جاتی ہے اور مرد کے قوٰی دیر تک قائم رہتے ہیں تو حضرت صاحب فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہو گی تو بڑے ہو کر بچے اور شادی کر لیں گے۔ نیز والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ اسلامی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے احمدی زیادہ شادیاں کریں تا کہ نسل جلدی جلدی ترقی کرے اور قوم پھیلے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بے شک نسل کی ترقی کا یہ ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے اور نیز اس طرح یہ فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحبت یافتوں کو اپنے سامنے زیادہ بچوں کی تربیت کا موقعہ مل سکتا ہے۔ جو قومی فلاح و بہبود کیلئے بہت ضروری ہے۔ لیکن تعدد ازدواج کے متعلق عدل و انصاف کی جو کڑی شرطیں اسلام پیش کرتا ہے۔ ان کا پورا کرنا بھی ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ ہاں جن کو یہ توفیق حاصل ہو اور ان کو کوئی جائز ضرورت پیش آ جائے وہ بے شک زیادہ بیویاں کریں تا کہ علاوہ ان فوائد کے جو اوپر بیان ہوئے ہیں یہ فائدہ بھی حاصل ہو کہ ایسے لوگوں کے نیک نمونے سے وہ بدظنی اور بدگمانی دُور ہو جو بعض لوگوں کے بدنمونے کے نتیجہ میں تعدد ازدواج کے متعلق اس زمانہ میں خصوصاً حلقہ نسواں میں پیدا ہو رہی ہے۔

(386) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمدؐ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی اور ان کے والد میر حسام الدین صاحب قادیان میں موجود تھے حضرت صاحب کے سامنے ذکر ہوا کہ میر حسام الدین صاحب کی بیوی فوت ہو چکی ہے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب کہیں اور شادی کرا لیں بلکہ میر حامد شاہ صاحب سے فرمایا کہ میر حسام الدین صاحب کی شادی کا بندوبست کرا دیں۔ اس وقت میر حسام الدین صاحب بہت معمر تھے۔

(387) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ انسپکٹر جنرل آف ہاسپٹلز کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ سب ڈاکٹر جو برانچ ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں سال میں دو ماہ ضلع کے صدر ہسپتال میں جا کر کام کیا کریں تا کہ نئے نئے تجربات اور طریق کار سے واقف رہیں چنانچہ نمبر وار ڈاکٹروں کی ڈیوٹی شروع ہوئی اور میری باری آنے والی تھی۔ مجھے بہت تردد اور فکر ہوا کیونکہ ہر سال معہ اہل و عیال و سامان وغیرہ کے ضلع میں جانا ایک سخت مصیبت تھی اتفاقاً میں چند روز کی رخصت لے کر قادیان آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں یہ سب ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا، آپ فکر نہ کریں شائد آپ کی باری وہاں جانے کی نہ آوے گی۔ گو آپ نے شائد کا لفظ بولا تھا لیکن میرے دل کو اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انسپکٹر جنرل کی طرف سے میرے نام ایک حکم آ گیا کہ تم اس ڈیوٹی سے مستثنیٰ ہو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خاص حالات کی باتیں ہوتی ہیں اس سے یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو بات بھی انبیاء فرما دیں وہ اسی طرح وقوع میں آ جاتی ہے۔ انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے۔

(389) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں 1900ء میں پہلی دفعہ قادیان میں آیا تو حضور ان دنوں میں صبح اپنے باغ کی طرف سیر کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت صاحب باغ کی طرف تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ گیا اور حضور نے شہتوت منگوا کر درختوں کے سائے کے نیچے خدام کے ساتھ مل کر کھائے اور پھر مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوٰی کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا لیکن اگر بیعت نہ کی جاوے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں، تو کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں۔ چنانچہ سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ انسان کے نفسانی درخت کا جو کڑوا پھل اور بد ذائقہ اثر ہے اسے دور کرنے کیلئے ایک پیوند کی ضرورت ہے اور وہ پیوند بیعت کامل ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کڑوے ترش اور بد ذائقہ پھل دار درخت کو اگر میٹھا اور لذیذ بنانا ہو تو پھر کسی عمدہ خوش ذائقہ شیریں پھل دار درخت کے ساتھ اسے پیوند کرتے ہیں اور اس طرح اس کے بد ذائقہ اور کڑوے پھل خود بخود شیریں اور عمدہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی انسان کا نفسانی پھل خراب گندہ اور بدمزہ ہو تو ایک پاک نفس کی بیعت یعنی اس کے روحانی تعلق اور توجہ اور دُعا وغیرہ سے پیوند ہو کر یہ بھی حسب استعداد پاک نفس اور مطہر و ظل انبیاء ہو جاتا ہے۔ اور بغیر اس بیعت اور تاثیر روحانی کے اس کا روح محروم رہتا ہے نیز مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ انسان کے پہلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(390) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمدؐ ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حقیقۃ الوحی طبع ہو رہی تھی۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جو حقیقۃ الوحی میں سعد اللہ لدھیانوی کے بیٹے کے نامرد ہونے کے متعلق تحدی کی گئی ہے اس کو کاٹ دیا جاوے کیونکہ اگر اس نے مقدمہ کر دیا تو نامرد ثابت کرنا مشکل ہو گا۔ مگر حضرت صاحب نے انکار کیا۔ خواجہ صاحب نے پھر عرض کیا کہ اس سے مشکلات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خواجہ صاحب اگر اس نے مقدمہ کیا تو ہم آپ کو وکیل نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دن بعد جب خواجہ صاحب لاہور چلے گئے تو مولوی محمد علی صاحب نے سیر کے وقت حضرت صاحب سے عرض کیا کہ خواجہ صاحب کا خط آیا ہے کہ مجھے سعد اللہ کے متعلق اتنا فکر ہے کہ بعض اوقات رات کو نیند نہیں آتی یا تو وہ مر جاوے یا حضرت صاحب اس کے بیٹے کے نامرد ہونے کے الفاظ اپنی کتاب سے کاٹ دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ سعد اللہ کو جلد ہی موت دے دے۔ اس کے چند دن بعد تار آیا کہ سعد اللہ لدھیانوی مر گیا ہے اور حضرت صاحب نے سیر میں اس کا ذکر کیا اور مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب خواجہ صاحب کو لکھ دیں کہ آپ تو کہتے تھے کہ وہ الفاظ کاٹ دیں۔ لیکن اب تو ہمیں اور بھی لکھنا پڑا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ خواجہ صاحب نے ازراہ ہمدردی اپنی رائے پر اصرار کیا ہو گا کہ مبادا یہ بات شماتت اعداء کا موجب نہ ہو جائے۔ مگر ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے صرف ایک قانون دان کی حیثیت میں غور کیا۔ اور اس بات کو نہیں سوچا کہ خدائی تصرفات سب طاقتوں پر غالب ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اب سعد اللہ کا لڑکا بھی لاولد مر چکا ہے۔

(391) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت صاحب کی مجلس میں عورتوں کے لباس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا تنگ پاجامہ جو بالکل بدن کے ساتھ لگا ہوا ہو اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے عورت کے بدن کا نقشہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو ستر کے منافی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ صوبہ سرحد میں اور اس کے اثر کے ماتحت پنجاب میں بھی عورتوں کا عام لباس شلوار ہے۔ لیکن ہندوستان میں تنگ پاجامہ کا دستور ہے۔ اور ہندوستان کے اثر کے ماتحت پنجاب کے بعض خاندانوں میں بھی تنگ پاجامے کا رواج قائم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہمارے گھروں میں بھی بوجہ حضرت والدہ صاحبہ کے اثر کے جو دلّی کی ہیں، زیادہ تر تنگ پاجامے کا رواج ہے۔ لیکن شلوار بھی استعمال ہوتی رہتی ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ستر کے نکتہ نگاہ سے تنگ پاجامہ ضرور ایک حد تک قابل اعتراض ہے اور شلوار کا مقابلہ نہیں کرتا۔ ہاں زینت کے لحاظ سے دونوں اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں یعنی بعض بدنوں پر تنگ پاجامہ سجتا ہے اور بعض پر شلوار۔ اندریں حالات اگر بحیثیت مجموعی شلوار کو رواج دیا جاوے تو بہتر ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورت نے تو اپنے گھر کی چار دیواری میں ہی رہنا ہے اور اگر باہر بھی جانا ہے تو عورتوں میں ہی ملنا جلنا ہے تو اس صورت میں تنگ پاجامہ اگر ایک حد تک ستر کے خلاف بھی ہو تو قابل اعتراض نہیں لیکن یہ خیال درست نہیں کیونکہ اول تو اس قسم کا ستر شریعت نے عورتوں کا خود عورتوں سے بھی رکھا ہے اور اپنے بدن کے حسن کو بیجا طور پر برملا ظاہر کرنے سے مستورات میں بھی منع فرمایا ہے علاوہ ازیں گھروں میں علاوہ خاوند کے بعض ایسے مردوں کا بھی آنا جانا ہوتا ہے جن سے مستورات کا پردہ تو نہیں ہوتا لیکن یہ بھی نہایت معیوب بلکہ ناجائز ہوتا ہے کہ عورت ان کے سامنے اپنے بدن کے نقشہ اور ساخت کو برملا ظاہر کرے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسے تنگ پاجامہ کو جس سے بدن کا نقشہ اور ساخت ظاہر ہو جاوے ناپسند کرنا نہایت حکیمانہ دانشمندی پر مبنی اور عین شریعت اسلامی کے منشاء کے مطابق ہے۔ ہاں خاوند کے سامنے عورت بے شک جس قسم کا لباس وہ چاہے یا اس کا خاوند پسند کرے پہنے۔ اس میں حرج نہیں۔ لیکن ایسے موقعوں پر جبکہ گھر کے دوسرے مردوں کے سامنے آنا جانا ہو یا غیر عورتوں سے ملنا ہو، شلوار ہی بہتر معلوم ہوتی ہے۔ ہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک تنگ پاجامہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو بدن کے ساتھ بالکل پیوست نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی قدر ڈھیلا رہتا ہے اور اس سے عورت کے بدن کی ساخت پوری طرح ظاہر نہیں ہوتی۔ ایسا تنگ پاجامہ گو شلوار کا مقابلہ نہ کر سکے مگر چنداں قابل اعتراض بھی نہیں اور ہمارے گھروں میں زیادہ تر اسی قسم کے پاجامہ کا رواج ہے۔ قابل اعتراض وہ پاجامہ ہے کہ جو بہت تنگ ہو یا جسے عورت ٹانک کر اپنے بدن کے ساتھ پیوست کر لے۔ واللہ اعلم۔

(392) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی فضل دین صاحب وکیل نے مجھ سے بیان کیا کہ مقدمہ مولوی کرم دین جہلمی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ سوال ہوا تھا کہ کیا واقعی آپ کی وہی شان ہے جو آپ نے اپنی فلاں کتاب میں لکھی ہے؟ اسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھا ہے کہ یہ سوال تریاق القلوب کے متعلق تھا۔ لیکن در اصل یہ درست نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کتاب کے نام کے متعلق نسیان ہو گیا ہے یا سہواً بلامحسوس کئے تریاق القلوب کا نام لکھا گیا ہے۔ کیونکہ حق یہ ہے کہ عدالت میں تحفہ گولڑویہ پیش کی گئی تھی اور تحفہ گولڑویہ ہی کی ایک عبارت پیش کر کے یہ سوال کیا گیا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ سرکاری عدالت میں جو اس مقدمہ کی مسل محفوظ ہے اس میں تحفہ گولڑویہ کا نام درج ہے اور یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ تحفہ گولڑویہ کی ایک عبارت کے متعلق یہ سوال تھا۔ چنانچہ مسل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان آپ کے اپنے الفاظ میں اس طرح پر درج ہے:

''تحفہ گولڑویہ'' میری تصنیف ہے۔ یکم ستمبر 1902ء کو شائع ہوئی۔ پیر مہر علی کے مقابلہ پر لکھی ہے۔ یہ کتاب سیف چشتیائی کے جواب میں نہیں لکھی گئی''

سوال: جن لوگوں کا ذکر صفحہ نمبر 48 لغائت نمبر 50 اس کتاب میں لکھا ہے آپ ہی اسکا مصداق ہیں؟
جواب: خدا کے فضل اور رحمت سے میں اس کا مصداق ہوں۔

سوال: ان روحانی طاقتوں کو کام میں لا کر جس سے جھوٹے اور سچے ہیرے شناخت کئے گئے آپ نے کرم دین کے دونوں خطوں کو پرکھا یعنی p.4 اور مضمون مندرجہ سراج الاخبار جہلم اور نیز نوٹ ہائے مندرجہ حاشیہ اعجاز المسیح؟ **جواب:** میں نے نہ ان صفحات میں اور نہ کسی اور جگہ کبھی دعوٰی نہیں کیا کہ میں عالم الغیب ہوں۔

سوال: صفحہ 29 کی سطر 6 سے جو مضمون چلتا

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں خلافت علی منہاج نبوت کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں
اوراس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اوراس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں

خلافت سے وابستہ رہنے کیلئے اطاعت کے وہ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اعلیٰ درجہ کے ہوں جن سے باہر نکلنے کا کسی احمدی کے دل میں خیال تک پیدا نہ ہو

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت میں اطاعتِ خلافت کی حقیقی روح کو قائم رکھے اوراس میں ہمیشہ ترقی عطا فرماتا چلا جائے، آمین

الفضل انٹرنیشنل کے سالانہ نمبر کیلئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

اسلام آباد، یو.کے

12-7-21

پیارے قارئین الفضل انٹرنیشنل لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے الفضل انٹرنیشنل کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع پر ’’اطاعتِ خلافت‘‘ کے موضوع پر اپنا سالانہ نمبر شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مبارک کرے اور قارئین کو اس سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی اُمت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے، انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ مِنۡهَاجِ النُّبُوَّۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ مِنۡهَاجِ النُّبُوَّۃ قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت ایک مبارک اُمت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ، یعنی دونوں زمانے شان وشوکت والے ہوں گے۔

کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار دفعہ اطاعت کا مضمون کھولا ہے اور مختلف پیرایوں میں مومنین کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کی اطاعت اس وقت ہوگی جب رسول کی اطاعت ہوگی۔ کہیں مومنوں کو یہ بتایا کہ بخشش کا یہ معیار ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور تمام احکامات پر عمل کریں تو پھر مغفرت ہوگی۔ پھر فرمایا کہ تقویٰ کے معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے بلکہ تم تقویٰ پر قدم مارنے والے اس وقت شمار ہوگے جب اطاعت گزار بھی ہوگے۔

اطاعت کیا چیز ہے اور اس کا حقیقی معیار کیا ہے؟ اطاعت کا معیار یہ نہیں ہے کہ صرف قسمیں کھا لیں کہ جب موقع آئے گا تو ہم دشمن کے خلاف ہر طرح لڑنے کیلئے تیار ہیں۔ صرف قسمیں کام نہیں آتیں۔ جب تک ہر معاملے میں کامل اطاعت نہیں دکھائیں گے حقیقت میں کوئی فائدہ نہیں۔ کامل اطاعت دکھائیں گے تو تبھی سمجھا جائے گا کہ یہ دعوے کہ ہم ہر طرح سے مرمٹنے کیلئے تیار ہیں حقیقی دعوے ہیں۔ اگر اُن احکامات کی پابندی نہیں اور اُن احکامات پر عمل کرنے کی کوشش نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے دیئے ہیں تو بسا اوقات بڑے بڑے دعوے بھی غلط ثابت ہوتے ہیں۔ پس اصل چیز اس پہلو سے کامل اطاعت کا عملی اظہار ہے۔ اگر یہ عملی اظہار نہیں اور بظاہر چھوٹے چھوٹے معاملات جو ہیں اُن میں بھی عملی اظہار نہیں تو پھر دعوے فضول ہیں۔ انسانوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے، ہر مخفی اور ظاہر عمل اُس کے سامنے ہے اس لیے اُس کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ پس ہمیشہ یہ سامنے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے اور ایک حقیقی مومن کو اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ اور جب ایک انسان کو اس بات پہ یقین قائم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے تو پھر صرف قسمیں ہی نہیں رہتیں بلکہ دستور کے مطابق اطاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر معروف فیصلے کی کامل اطاعت کے ساتھ تعمیل ہوتی ہے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت بجالانے کیلئے انسان حریص رہتا ہے۔ اُس کیلئے کوشش کرتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے جڑے رہنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کیلئے اطاعت کے وہ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اعلیٰ درجہ کے ہوں جن سے باہر نکلنے کا کسی احمدی کے دل میں خیال تک پیدا نہ ہو۔ بہت سارے مقام آ سکتے ہیں جب نظام جماعت کے خلاف شکوے پیدا ہوں۔ ہر ایک کی اپنی سوچ اور خیال ہوتا ہے اور کسی بھی معاملے میں آراء مختلف ہو سکتی ہیں، کسی کام کرنے کے طریق سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن نظام جماعت اور نظام خلافت کی مضبوطی کیلئے جماعتی نظام کے فیصلہ کو یا امیر کے فیصلہ کو تسلیم کرنا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت نے اس فیصلے پر صاد کیا ہوتا ہے یا امیر کو اختیار دیا ہوتا ہے کہ تم میری طرف سے فیصلہ کردو۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ یہ فیصلہ غلط ہے اور اس سے جماعتی مفاد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو خلیفۂ وقت کو اطلاع کرنا کافی ہے۔ پھر خلیفۂ وقت جانے اور اس کا کام جانے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ذمہ دار اور نگران بنایا ہے اور جب خلیفہ خلافت کے مقام پر اپنی مرضی سے نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات اس کو اس مقام پر اس منصب پر فائز کرتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کے کسی غلط فیصلے کے خود ہی بہتر نتائج پیدا فرما دے گا کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ خلافت کی وجہ سے مومنوں کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔ مومنوں کا کام صرف یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے احکامات کی بجا آوری کریں اور اس کے رسول کے حکموں کی پیروی کرنے کی کوشش کریں اور کیونکہ خلیفہ نبی کے جاری کردہ نظام کی بجا آوری کی جماعت کو تلقین کرتا ہے اور شریعت کے احکامات کو لاگو کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے اسکی اطاعت بھی کرو اور اس کے بنائے ہوئے نظام کی اطاعت بھی کرو۔ اور افراد جماعت کی یہ کامل اطاعت اور خلیفۂ وقت کے اللہ کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے کیے گئے فیصلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کے ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے اور اپنے بنائے ہوئے خلیفہ کو دُنیا کے سامنے رُسوا ہونے سے بچانے کیلئے برکت ڈال دے گا۔ کمزوریوں کی پردہ پوشی فرما دے گا اور اپنے فضل سے بہتر نتائج پیدا فرمائے گا اور من حیث الجماعت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو ہمیشہ بڑے نقصان سے بچا لیتا ہے اور یہی ہم نے اب تک اللہ تعالیٰ کا جماعت سے اور خلافت احمدیہ سے سلوک دیکھا ہے اور دیکھتے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت میں اطاعتِ خلافت کی حقیقی روح کو قائم رکھے اور اس میں ہمیشہ ترقی عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل سالانہ نمبر 27/جولائی 2021)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے ✡ چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن ✡ ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ایک دم بھی کَل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا ✡ جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر ✡ خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حکومتی بینک اپنے سرمایہ کو رفاہی کاموں پر لگاتے ہیں جسکے نتیجہ میں ملکی باشندوں کی سہولتوں کیلئے مختلف منصوبے بنائے جاتے ہیں، معیشت میں ترقی ہوتی ہے اور افراد ملک کیلئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، اس لیے ایسے بینکوں سے ملنے والے منافع کو ذاتی استعمال میں لایا جاسکتا ہے

ہر مربی اور معلم یہ عہد کرے کہ اس نے ڈرتے ڈرتے دن گزر کرنا ہے اور تقویٰ سے رات بسر کرنی ہے اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی جو ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے، اس کو ایک خاص ولولہ اور جوش سے ملک کے کونے کونے میں پھیلانا ہے، اپنے اندر قناعت پیدا کرنی ہے، جو بھی تھوڑا بہت گزارہ ملتا ہے، اور جو بھی تھوڑی بہت سہولیات ملتی ہیں ان کو بہت سمجھنا ہے، ہر مربی اور معلم کا کام ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ تہجد کی نماز پڑھے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:7)

سوال: ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کہ ”قرآن کریم میں چور کے ہاتھ کاٹنے اور زانی کو رجم کرنے کا واضح حکم آیا ہے“ کے حوالے سے تحریر کیا کہ قرآن کریم میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا تو ذکر موجود ہے لیکن زانی کو رجم کرنے کا کسی آیت میں ذکر نہیں؟ اس بارے میں رہ نمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 15/اکتوبر 2018ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: اسلامی سزاؤں کے عموماً دو پہلو ہیں ایک انتہائی سزا اور ایک نسبتاً کم سزا۔ اور ان سزاؤں کا بنیادی مقصد برائی کی روک تھام اور دوسروں کیلئے عبرت کا سامان کرنا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں ہر قسم کے چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی گئی مثلاً کھانے پینے کی اشیاء کی چوری پر کبھی ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔ لیکن اگر کوئی چور کسی عورت کا زیور چھینتے ہوئے اسکے ہاتھ کان زخمی کر دیتا ہے یا اسکے کسی Organ کو ایسا نقصان پہنچا دیتا ہے کہ وہ کسی معذوری کا شکار ہو جاتی ہے تو ایسے چور کو پھر اسکے جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے جس میں ہاتھ کاٹنے کی بھی سزا شامل ہے۔

اسی طرح جو زنا باہمی رضامندی سے ہوا ہو اگر وہ اسلامی طریقۂ شہادت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو فریقین کو سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہے۔ لیکن جس زنا میں زبردستی کی جائے اور اس میں نہایت وحشیانہ مظالم کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ یا کوئی زانی چھوٹے بچوں کو اپنے ظلموں کا نشانہ بناتے ہوئے اس گھناؤنی حرکت کا مرتکب ہوا ہو تو ایسے زانی کی سزا صرف سو کوڑے تو نہیں ہوسکتی۔ ایسے زانی کو پھر قرآن کریم کی سورۃ المائدۃ آیت 34 اور سورۃ الاحزاب کی آیت 61 تا 63 میں بیان تعلیم کی رو سے قتل اور سنگساری جیسی انتہائی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔ لیکن اس سزا کا فیصلہ کرنے کا اختیار حکومت وقت کو دیا گیا ہے اور اس تعلیم کے ذریعہ عمومی طور پر حکومت وقت کیلئے ایک راستہ کھول دیا گیا۔

چنانچہ انہیں آیات قرآنیہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی قسم کے زانی کیلئے سنگساری کی سزا کے قرآن کریم میں بیان ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بینکوں میں جمع کرائی جانے والی رقوم پر ملنے والے منافع کو اپنے ذاتی استعمال میں لانے کی بابت مسئلہ دریافت کیا ہے۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 26/نومبر 2018ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: پاکستان کے بینک عموماً PLS یعنی نفع نقصان میں شراکت کے طریق کار کے تحت رقوم جمع کرتے ہیں۔ اس سسٹم کے تحت جمع کرائی جانے والی رقوم پر ملنے والی زائد رقم سود کے زمرہ میں نہیں آتی۔ اسی طرح حکومتی بینکوں میں جمع کروائی جانے والی رقوم پر ملنے والی زائد رقم بھی سود شمار نہیں ہوتی۔ کیونکہ حکومتی بینک اپنے سرمایہ کو رفاہی کاموں پر لگاتے ہیں جسکے نتیجہ میں ملکی باشندوں کی سہولتوں کیلئے مختلف منصوبے بنائے جاتے ہیں، معیشت میں ترقی ہوتی ہے اور افراد ملک کیلئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسے بینکوں سے ملنے والے منافع کو ذاتی استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

جہاں تک سود کا تعلق ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ ایک شخص اپنے فائدہ کیلئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے۔ یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلائے گا۔

اسلام نے جس سود سے منع فرمایا ہے اس میں غرباء کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں قرض دیتے وقت اس پر پہلے سے سود کی ایک رقم معین کر لی جاتی تھی اور غریب اس سود در سود کے بوجھ تلے دبتا چلا جاتا تھا اور یہ قرض اور سود کبھی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ جبکہ موجودہ زمانہ میں اگر کوئی قرض لی ہوئی رقم واپس کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور اس کا دیوالیہ نکل جائے تو Bankruptcy کے تحت وہ قرض ختم بھی ہو جاتا ہے۔

اسی لیے اس زمانہ کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ”اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں۔ کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔“ اور حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں جماعت احمدیہ اس بارے میں مختلف معاملات اور مسائل سامنے آنے پر تحقیق کرتی رہتی ہے۔ اور اب بھی اس پر مزید تحقیق ہو رہی ہے۔

سوال: ایک دوست نے ”فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام“ کے Revised ایڈیشن کے بارے میں تحریر کیا کہ اس کتاب کے پبلشر فخر الدین ملتانی صاحب نے چونکہ ارتداد اختیار کر لیا تھا اس لیے ان کے نام اور ان کے تحریر کردہ دیباچہ کو اس ایڈیشن سے حذف کر دینا چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 26/نومبر 2018ء میں اس کا جماعتی اقدار و روایات کے مطابق نہایت خوبصورت درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: مذکورہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ پر مشتمل ہے اور فخر الدین ملتانی صاحب نے 1935ء میں اسے مرتب کیا تھا۔ یہ کتاب جماعتی لٹریچر میں کافی عرصہ استعمال ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس میں کتابت اور حوالہ جات کی بہت زیادہ غلطیاں تھیں۔

چنانچہ کتابت اور حوالہ جات کی غلطیوں کو اس نئے ایڈیشن میں درست کر دیا گیا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کے پبلشر اور مؤلف فخر الدین ملتانی صاحب تھے، اب اگر ہم ان کے نام اور ان کے تحریر کردہ دیباچہ کو اس نئے ایڈیشن میں سے حذف کر دیں تو یہ درست بات نہیں ہو گی کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رفقاء جو حضور کی وفات کے بعد اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے جماعت سے الگ ہو گئے تھے لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں مختلف کاموں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پائی اور ان کے نام تاریخ احمدیت میں شامل ہیں۔ آپ کی اس تجویز کے مطابق تو پھر ہمیں ان سب احباب کے نام اور ان کی خدمت کو بھی تاریخ احمدیت سے نکال دینا چاہئے۔ لیکن یہ بات جماعتی اخلاقیات اور روایات کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ پر مشتمل ”فقہ المسیح“ کے نام پر بھی ایک کتاب شائع ہو چکی ہے جس میں ”فتاویٰ حضرت مسیح موعود“ سے بھی زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور فتاویٰ شامل کر دیے گئے ہیں۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بنگلہ دیش کے مربیان کی Virtual ملاقات مورخہ 08/نومبر 2020ء میں ایک مربی صاحب نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا تھا کہ ”پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی“ اس بارے میں ہم حضور انور کی زبان مبارک سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب: اب ایک سو تیس سال ہو گئے دلجوئی کرتے کرتے، اب اہل بنگالہ کوئی کام کریں گے تو پھر دلجوئی ہو گی۔ اب کام کریں اور کام کر کے دکھائیں۔ اپنے اندر تقویٰ کا معیار بلند کریں، اپنے اندر خدمت دین کے شوق کا معیار بلند کریں اور پھر اسے عملی جامہ پہنائیں اور ملک میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

جتنی مخالفت ہوتی ہے، مخالفت تو ایک کھاد اور بیج کا کام دے رہی ہے، جماعت کا اتنا ہی تعارف ہو رہا ہے۔ جتنے احمدیوں کو مار پڑتی ہے اتنا ہی تعارف ہو رہا ہے۔ پاکستان میں احمدیوں کو مار پڑ رہی ہے تو اتنا باہر کی دنیا میں جماعت کا تعارف ہو رہا ہے، بلکہ اب ملک میں بھی ہو رہا ہے۔ پہلے تو پاکستان میں صرف شہروں میں جماعت کی مخالفت ہوتی تھی اور شہر والوں کو پتہ تھا، اب دیہاتوں میں اور چھوٹی چھوٹی جگہوں پر بھی مخالفت ہوتی ہے، ہر جگہ پتہ لگ گیا ہے۔ اس تعارف ہونے کی وجہ سے باہر کی دنیا کو بھی پتہ لگ رہا ہے اور اندر بھی بعض نیک فطرت اور سعید فطرت لوگ ہیں، وہاں ان کو احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ہم تحقیق کریں کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے؟ اسلام کے بارے میں ان کے کیا خیالات ہیں؟ اسلام کو یہ کیا سمجھتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ان کی نظر میں کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے کلام کو یہ کس طرح مانتے ہیں؟ جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو پھر اس تجسس کی وجہ سے ان کو پھر جماعت کے قریب آنے کا موقع ملتا ہے۔

تو یہ جو مخالفت ہے یہ تو آپ کیلئے کھاد کا کام دے رہی ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور جب آپ قربانیاں دیں گے تو اسکے بعد دلجوئی بھی آپکی کی جائے گی اور اس کیلئے اللہ کے فضل سے آپ نے قربانیاں دی ہیں۔ مسجدوں میں بم بھی پھٹے، ہمارے مربی کی ٹانگ بھی ضائع ہوئی، زخمی بھی ہوئے، شہید بھی ہوئے۔ تو وقتاً فوقتاً ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے حالات کی بہتری کیلئے دعا بھی کرتا رہتا ہوں۔ فکر بھی رہتی ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ دلجوئی کا مقام حاصل کرنے کیلئے آپ کو بھی کوشش کرنی پڑے گی۔

اس لیے ہر مربی اور معلم یہ عہد کرے کہ اس نے ڈرتے ڈرتے دن گزر کرنا ہے اور تقویٰ سے رات بسر کرنی ہے۔ اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی جو ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے، اس کو ایک خاص ولولہ اور جوش سے ملک کے کونے کونے میں پھیلانا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے عملی نمونے دکھانے ہیں، اپنے اندر قناعت پیدا کرنی ہے۔ جو بھی تھوڑا بہت گزارہ ملتا ہے، اور جو بھی تھوڑی بہت سہولیات جماعت کی طرف سے ملتی ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہے۔ اور ان کو بہت سمجھنا ہے۔ اور اپنی قربانی کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں بڑھنا ہے۔ اپنی راتوں کو زندہ کرنا ہے۔ ہر مربی اور معلم کا کام ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ تہجد کی نماز پڑھے۔ اپنے جائزے لیں کہ کیا آپ لوگ ایک گھنٹہ تہجد پڑھتے ہیں

؟ کیا آپ لوگ رات کو اٹھ کے ایک گھنٹہ نفل میں اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کے دعا کرتے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسانیاں پیدا کرے اور جماعت کی ترقی کے سامان پیدا فرمائے۔

پھر قرآن کریم پہ تدبر اور غور کرنے کی عادت ڈالیں۔ صرف چند ایک بنے بنائے مضمون ہیں، ان کو پڑھنے سے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اپنے علم کو بڑھائیں، اور وسیع تر کرنے کی کوشش کریں۔ یہی چیز ہے جو آپ کیلئے آگے ان شاء اللہ کام بھی آئے گی اور آپ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسرے علماء سے بحث کرنے کے بھی قابل ہوں گے اور عوام الناس کو بھی بتانے کے قابل ہوں گے۔

ظاہری فقہ اور حدیث اور قرآن کی بعض تفسیریں تو بعض غیر احمدی علماء نے آپ سے زیادہ پڑھی ہوں گی اور وہ پڑھ کے اس کو بیان بھی کر سکتے ہیں لیکن آپ نے وہ حقیقت بیان کرنی ہے جو اس زمانہ کے حکم اور عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائیں اور سمجھائی ہیں۔ اور وہی فقہ ہے جو ہم نے جاری کرنا ہے۔ وہی قرآن کریم کی تفسیر ہے، وہی حدیث کی تشریح ہے جو ہم نے دنیا کو بتانی ہے۔ اور اس کیلئے آپ کو محنت کرنی پڑے گی، اپنے علم میں اضافہ کرنا پڑے گا اور پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہوگی۔ اپنے علم میں اضافہ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، اپنی روحانی ترقی کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اور اس ملک میں جماعت احمدیہ کے پیغام کو پہنچانے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اور مخالفت کے دور ہونے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اپنے ملک کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ تو بہت ساری دعائیں ہیں جو انسان نے کرنی ہوتی ہیں، وہ آپ کریں۔ ایک جوش اور جذبے اور تڑپ سے یہ دعائیں کریں گے تو پھر دیکھیں کہ کس طرح ایک انقلاب آپ بنگلہ دیش میں لے آتے ہیں اور پھر جب آپ پر تھوڑی بہت سختیاں بھی آئیں گی تو پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان لوگوں نے سختیاں برداشت کی ہیں اب ان کی دلجوئی بھی کرو۔ تب یہ دلجوئی ہوگی۔

سوال اسی ملاقات میں ایک اور مربی صاحب نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میرے علاقہ میں لوگ خود کو مسلمان تو کہتے ہیں، لیکن اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، ان لوگوں کو کس طرح تبلیغ کی جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب ان کو بتائیں کہ تم لوگ مسلمان ہو۔ قطع نظر اس کے کہ تم جماعت احمدیہ کے پیغام کو قبول کرتے ہو یا نہیں کرتے لیکن تم اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہو تو اللہ اور رسول کا یہ حکم ہے کہ جو قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے، وہ تمہیں پڑھنا آنا چاہئے، تمہیں پانچ وقت نماز پڑھنی آنی چاہئے۔ ارکان اسلام ہیں ان پر یقین ہونا چاہئے اور ان پر عمل بھی ہونا چاہئے۔ تو ان کو آپ سمجھائیں کہ دیکھو تم مسلمان کہلاتے ہو تو اللہ کے رسول پر تمہارا ایمان کامل اس وقت ہوتا ہے جب تم اس کی سنت پہ عمل کرو۔ پھر جو شریعت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں اتاری ہے، تم اسے پڑھنا سیکھو۔ اور اگر تمہیں ضرورت ہے کہ تمہیں قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا اور تم نے سیکھنا ہے تو ہم تمہیں قرآن کریم پڑھانے کیلئے حاضر ہیں اور پھر اللہ اور رسول کی باتیں انہیں بتائیں۔ قرآن کریم انہیں پڑھائیں اور انہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تم احمدی ہو جاؤ کہ نہ ہو۔ جب وہ اس طرح اسلام کی تعلیم کے بارے میں جانیں گے تو پھر وہ خود اگلا قدم اٹھائیں گے۔ وہ آپ سے پوچھیں گے کہ اچھا بھئی ہمارے مولوی تو ہمیں کچھ نہیں پڑھاتے تھے، تم لوگ ہمیں یہ پڑھا رہے ہو، تم کون ہو؟ پھر آگے بات چلتی ہے، پھر تبلیغ کے رستے بھی کھل جائیں گے۔ دوسرا یہ کہ ان کیلئے دعا بھی کریں۔ مسلم امہ کیلئے دعا بھی کریں۔

یہی تو زمانہ تھا جس زمانہ میں اسلام کا صرف نام ہونا تھا۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

تبھی تو مسیح موعود علیہ السلام نے آنا تھا۔ تبھی تو اس مہدی اور مسیح نے آنا تھا، جس نے لوگوں کو دوبارہ پھر خدا تعالیٰ کے قریب کرنا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی تھی۔ تو یہ چیزیں لوگ بھول گئے ہیں۔ تبھی تو مسیح موعود آئے تھے۔ اور یہی مسیح موعود کا زمانہ تھا۔ یہی مسیح موعود کا کام ہے۔ یہی مسیح موعود کے ماننے والوں کا کام ہے۔ اور یہی ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے تَفَقُّه فِي الدِّين کر کے اپنے آپ کو دین کی خدمت کیلئے، وقف کرنے کیلئے، تبلیغ کرنے کیلئے، تربیت کرنے کیلئے پیش کیا ہے۔ وہ آپ لوگ ہیں۔ پس یہ باتیں پہنچائیں اور پیغام پہنچائیں۔ ان کو سمجھائیں کہ اصل دین کیا ہے۔ تو یہ تو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق مسیح موعود کے آنے کے زمانہ کی علامت ہے کہ لوگ نام کے مسلمان ہیں، اور اسلام کو بالکل بھول چکے ہیں، ان کو کچھ پتہ ہی نہیں۔ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو کہہ دیتے ہیں، لیکن پتہ نہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مطلب کیا ہے؟

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو کہہ دیتے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں کہ محمد رسول اللہ کا اسوہ کیا ہے؟ تو ہم نے یہ چیزیں لوگوں کو بتانی ہیں۔ اس کیلئے کوشش کرنی ہوگی۔ ان کو بتانا ہوگا۔ پہلے ان کو اسلام کے بارے میں بتائیں۔ پھر احمدیت کے بارے میں خود بخود ان کو پتہ لگ جائے گا۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کی اور اللہ کے رسول کی بات پوری ہو رہی ہے کہ ان کو دین کا نہیں پتہ اور اسلام کا صرف نام رہ گیا ہے۔ ٹائٹل رہ گیا ہے۔ اور جو مولوی کہتا ہے اسکے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ توڑ پھوڑ کر دو۔ احمدیوں کا سر پھاڑ دو۔ احمدیوں کی ٹانگیں توڑ دو۔ احمدیوں کو قتل کر دو۔ احمدیوں کو شہید کر دو۔ احمدیوں کی مسجدیں گرا دو۔ احمدیوں کی جائیدادوں کو نقصان پہنچا دو۔ بس یہی باتیں رہ گئی ہیں ناں ان کے پاس! اور کیا رہ گیا ہے؟ اسی چیز سے ہم نے ان کو پیار اور محبت سے سمجھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ پیار سے، محبت سے کام کرو گے تو یہ تمہارے بہترین دوست بن جائیں گے۔ وَلِيٌّ حَمِيمٌ فرمایا ہے کہ تمہارے گہرے دوست بن جائیں گے، جگری یار بن جائیں گے۔

سوال ایک اور مربی صاحب نے اس ملاقات میں حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا حضور کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا موقع ملا ہے، اس اسیری کے متعلق اگر حضور کچھ فرمائیں تو نوازش ہوگی؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا:

جواب کیا فرماؤں؟ مجھے تو اسیر راہ مولیٰ کے طور پر پتہ ہی نہیں لگا کہ میری اسیری کے دن کس طرح گزر گئے؟ اللہ کے فضلوں کو ہی دیکھتا رہا۔ گرمی کے دن تھے، اللہ تعالیٰ گرمی کو ٹھنڈ میں بدل دیتا تھا۔ بڑے آرام سے جیل میں بیٹھے رہتے تھے۔ اور سلاخوں کے پیچھے رہتے تھے، کوئی فکر و فاقہ نہیں تھا۔ دل میں یہ خیال تھا کہ جو دفعہ مجھ پہ لگی ہوئی ہے اس کی سزا یا عمر قید ہے یا پھانسی ہے، ان دونوں میں سے کچھ تو مجھے ملنا ہے۔ اس لیے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرو۔ باقی جماعت کی خاطر اگر سزا ملنی ہے تو یہ تو بڑی برکت کی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دسویں، گیارھویں، بارھویں دن مجھے جیل سے باہر نکال دیا۔ تو اس سے زیادہ میں کیا کہوں۔ میں نے کوئی بڑا تیر مارا؟ میں نے تو وہاں کچھ بھی نہیں کیا۔

سوال اس ملاقات مورخہ 08/نومبر 2020ء کے آخر پر محترم امیر صاحب بنگلہ دیش نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے حضور بنگلہ دیش کیلئے کوئی ایسی دعا کردیں، جس سے ہماری کایا پلٹ جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

جواب ساری دنیا کیلئے کیوں نہ کروں؟ صرف بنگلہ دیش کیلئے کیوں کروں؟ مجھے محدود کیوں کر رہے ہیں؟ میں تو ساری دنیا کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک وقت رکھا ہوتا ہے، جب وہ وقت آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کایا بھی پلٹ جائے گی۔ آنحضرت ﷺ کو کسی نے کہا کہ میرے لیے دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا میں دعا کروں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے واپس بلایا اور اسے فرمایا کہ تم بھی دعا کرو اور اپنی دعاؤں سے میری دعا کی مدد کرو۔ تو یہ آپ لوگوں کا بھی کام ہے کہ جس طرح میں نے ابھی کہا ہے کہ راتوں کو اٹھیں۔ ہر مربی اور معلم جو ہے لازمی قرار دے کہ اس نے تہجد پڑھنی ہے اور بے نفس ہو کے کام کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حق بھی ادا کرنا ہے اور اسکے بندوں کے حق بھی ادا کرنے ہیں۔ اپنی خدمت دین کو اک فضل الٰہی سمجھنا ہے اور اس کیلئے کسی Reward کی اور کسی تعریف کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ اگر اس طرح کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بے شمار بارش برسائے گا۔ اور بڑی جلدی برسائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ لوگوں کو اپنے اپنے میدان میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15/جنوری 2021)

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرۃ المہدی از صفحہ نمبر 8

ہے وہ آپ نے اپنی نسبت لکھا ہے؟ **جواب:** میں اس مضمون کو اپنی طرف منسوب کرتا ہوں۔ اور صفحہ 89 پر بھی جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی نسبت لکھا ہے۔

سوال: بلحاظ اندراج صفحات 29، 30، 48، 49، 50، 89 تحفہ گولڑویہ آپ نے کرم دین کے خطوں کو اور محمد حسین کی تحریر کو پرکھا؟ **جواب:** ایسی عام طاقت کا میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔

سوال: جو طاقت چند پیسوں کے کھوٹے ہیروں پر برتی گئی تھی اور جس سے وہ ہیرے شناخت کئے گئے تھے وہ عام تھی یا خاص؟ **جواب:** وہ خاص طاقت تھی کبھی انسان دھوکہ کھا لیتا ہے اور کبھی اپنی فراست سے ایک بات کی تہ تک پہنچ جاتا ہے۔

سوال: روحانی طاقت سے جو کچھ غیب ظاہر ہوتا ہے اس میں غلطی ہوتی ہے؟ **جواب:** اس میں اجتہادی یعنی رائے لگانے میں غلطی لگ جاتی ہے۔ طاقت میں غلطی نہیں ہوتی۔ الخ

آپ کے اس بیان سے جس کی مصدقہ نقل دفتر تالیف وتصنیف قادیان میں موجود ہے ظاہر ہے کہ سوال تحفہ گولڑویہ کے متعلق تھا نہ کہ تریاق القلوب کے متعلق۔ اور حضرت صاحب نے جو کسی جگہ اپنی بعد کی تحریر میں تریاق القلوب لکھا ہے تو اس کی وجہ نسیان یا سہو قلم ہے کیونکہ خود حضرت صاحب کا مصدقہ بیان جو اسی وقت تحریر میں آ کر مسل کے ساتھ شامل ہو گیا تھا اس کو غلط ثابت کر رہا ہے اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس سوال وجواب کا مضمون بھی اس بات کو قطعی طور پر ثابت کر رہا ہے کہ اس وقت تحفہ گولڑویہ پیش کی گئی تھی نہ کہ تریاق القلوب۔ کیونکہ اس سوال و جواب میں جو سچے اور جھوٹے ہیروں کے شناخت کئے جانے کے متعلق ذکر ہے وہ صرف تحفہ گولڑویہ کے اندر ہے اور تریاق القلوب میں قطعاً ایسا کوئی مضمون درج نہیں ہے۔ چنانچہ جن صفحات کا حوالہ دیا گیا ہے ان کے مطابق ہر دو کتب کا مطالعہ کر کے اس بات کی صداقت کا فیصلہ آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی فضل دین صاحب کی اس روایت سے مولوی شیر علی صاحب کی اس روایت کی تصدیق ہو گئی جو حصہ اوّل میں درج ہو چکی ہے اور جس میں اس موقعہ پر تحفہ گولڑویہ کا پیش کیا جانا بیان کیا گیا ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

موصی کو پانچ وقت کا نمازی ہونا چاہئے، روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والا ہونا چاہئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو پڑھنے والا ہونا چاہئے، خلفاء کی باتوں کو سننے والا ہونا چاہئے، خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدگی سے سننے والا ہونا چاہئے

نیشنل عاملہ کو سب کیلئے نمونہ ہونا چاہئے، آپکی جماعت کے ممبران نیشنل عاملہ کو اپنا رول ماڈل سمجھیں، نیشنل عاملہ کو توجہ ہونی چاہئے کہ آپ نے لوگوں کو کیا نمونے دکھانے ہیں

نوجوانوں کو سمجھائیں کہ اگر تم نے احمدیت کو سچا مانا ہے، بیعت کی ہے تو پھر تم عہدیدار کو نہ دیکھو، یہ دیکھو کہ صحیح تعلیم کیا ہے اور خلیفہ وقت تمہیں کیا کہتا ہے، خلافت سے تعلق رکھو تو ٹھیک رہو گے

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ سویڈن کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

(قسط: دوم، آخری)

☆......نیشنل سیکرٹری وصایا سے مختلف استفسارات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف چندہ مقصد نہیں ہے کہ وصیت کروالی اور تعداد بڑھالی۔ ان کے تقویٰ کے معیار بڑھانے کیلئے بھی کوئی کوشش کی ہے؟

فرمایا: موصی کو پانچ وقت کا نمازی ہونا چاہئے، روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والا ہونا چاہئے، قرآنِ کریم کا ترجمہ جان کے ان احکامات پر عمل کرنے والا ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو پڑھنے والا ہونا چاہئے۔ خلفاء کی باتوں کو سننے والا ہونا چاہئے۔ خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدگی سے سننے والا ہونا چاہئے، اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کی تربیت کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ یہ خصوصیات موصی میں ہوتی ہیں۔ پھر اگر عورتیں ہیں تو ان کو اپنے پردہ کے معیار کو بہتر کرنا چاہئے اور دونوں کو اپنے اخلاق بہتر کرنے چاہئیں۔ ایک آئیڈیل موصی تو وہ ہے جو مالی قربانی کے لحاظ سے بھی اور اپنی دینی حالت کے لحاظ سے بھی، روحانی حالت کے حساب سے بھی، جماعتی اور انتظامی تعلق کے لحاظ سے بھی، خلافت سے تعلق کے لحاظ سے بھی اعلیٰ معیار کا ہونا چاہئے۔ تب ہی وصیت کا فائدہ ہے، نہیں تو صرف پیسے اکٹھے کرنے کیلئے تو ہم نے وصیت نہیں کروانی۔

☆......حضور انور نے نیشنل عاملہ کے ممبران کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: نیشنل عاملہ کو سب کیلئے نمونہ بھی ہونا چاہئے۔ آپ کی جماعت کے ممبران، نیشنل عاملہ کو اپنا رول ماڈل سمجھیں۔ نیشنل عاملہ کو توجہ ہونی چاہئے کہ آپ نے لوگوں کو کیا نمونے دکھانے ہیں۔

☆......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نیشنل سیکرٹری مال سے گفتگو کرتے ہوئے چندہ دینے والوں کے متعلق فرمایا کہ اگر مالی حالات ایسے ہیں کہ چندہ نہیں دے سکتے تو پھر اجازت لے لیں کہ ہم چندہ نہیں دے سکتے، مجھے لکھ دیں، لیکن غلط بیانی کر کے اپنی آمد کم نہ لکھوائیں۔ فرمایا: جماعت احمدیہ یہ کہتی ہے کہ چندہ ایک مالی قربانی ہے۔ قربانی کا مطلب ہی تکلیف میں پڑنا ہے۔ لیکن اپنے بیوی بچوں کا بھی حق ادا کرنا ہے اور اگر تم سمجھتے ہو کہ تم حق ادا نہیں کر سکتے تو پھر تم اس میں چھوٹ لے لو۔ لیکن غلط بیانی نہ کرو۔ اگر غلط بیانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس پیسے میں برکت نہیں ڈالتا۔

☆......اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی سے دریافت فرمایا کہ اس سال کے دوران کتنے افراد نے وقفِ عارضی کی ہے؟ اس پر سیکرٹری صاحب نے عرض کی کہ حضور چار افراد نے وقفِ عارضی کی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ بس؟ عاملہ کے ممبران سے ہی وقفِ عارضی کروا لیتے تو آپ کی تعداد بڑھ جاتی، کم از کم پندرہ بیس تو ہو جاتی۔ آپ باہر سے جو لیتے ہیں، عاملہ سے تو لیں۔ چراغ تلے اندھیرا۔ عاملہ کے ارکان تو وقفِ عارضی کیا کریں۔ آپ نے خود وقفِ عارضی کی تھی؟ اس پر سیکرٹری صاحب نے عرض کی کہ نہیں کی۔ اس پر فرمایا کہ اگر آپ نے خود وقفِ عارضی نہیں کی تو لوگوں نے کیا نمونہ دیکھنا ہے آپ کا؟ آپ خود بھی دو ہفتہ کی وقفِ عارضی کر کے کہیں تبلیغ کرنے کیلئے جائیں یا بچوں کو قرآنِ کریم پڑھائیں یا کوئی اَور کام کریں۔ عاملہ والے لوگوں پر رعب ڈالتے رہتے ہیں، خود بھی تو کام کیا کریں۔ وقفِ عارضی خود بھی کریں، پھر آپ کے نمونہ سے دوسرے لوگ بھی کریں گے۔ قرآن کریم پڑھنے کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا یو۔کے سے انٹرنیشنل کلاس کا پروگرام بنایا جا رہا ہے لیکن ہر ملک کو اپنا اپنا پروگرام بھی بنانا چاہئے۔

☆......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نیشنل سیکرٹری تعلیم سے فرمایا کہ سٹوڈنٹس کے کوئی سیمینار وغیرہ بھی منعقد کیا کریں۔ مذہب اور حالاتِ حاضرہ کے ایشوز پر سیمینارز ہوں، کسی کو کوئی ٹاپک دیں، تقریر تیار کریں تا کہ ان پڑھے لکھے لڑکوں میں جماعت سے تعلق کا شوق پیدا ہو اور انہیں علم ہو کہ contemporary issues کے حوالہ سے اسلام کیا کہتا ہے؟ سائنس کے مختلف موضوعات کے حوالہ سے اسلام کیا کہتا ہے۔ ان موضوعات پر کیسے بات کرنی ہے، کیسے ڈیل کرنا ہے۔ اس سے دلچسپی پیدا ہوگی اور لوگ آپ کے ساتھ attach ہوں گے۔

☆......سیکرٹری رشتہ ناطہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرنے لگ جائیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں جائیں گی؟ احمدی لڑکیوں کی بھی کوئی فکر کریں۔ احمدی لڑکیوں کے رشتے کروانے کی فکر کریں۔ اس طرف زیادہ توجہ دیں۔

☆......صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے عرض کی کہ حضور یہاں کے جو بچے ہیں، وہ مذہب سے دوری اختیار کر رہے ہیں، ان کو کیسے مذہب کے قریب لائیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ ان کے دلچسپی کے سامان پیدا کریں۔ ان کو قریب لائیں۔ دوری اس لیے اختیار کر رہے ہیں کہ ان کے عمل اور ان کی باتوں میں تضاد ہے۔ ان کی تربیت کریں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ بڑوں کی تربیت کریں۔ نیشنل عاملہ کی تربیت کرو، اپنی مقامی عاملہ کی تربیت کرو تا کہ بچے ان کے نمونے دیکھ کر اپنی اصلاح کریں۔ اور خدام الاحمدیہ کا یہ کام ہے کہ ان کو سمجھائیں کہ تم نے نہ کسی عہدیدار کی بیعت کی ہوئی ہے نہ اس سے تمہارا کوئی تعلق ہے۔ اگر تم نے احمدیت کو سچا مانا ہے، بیعت کی ہے تو پھر تم ان کو نہ دیکھو۔ یہ دیکھو کہ صحیح تعلیم کیا ہے اور خلیفہ وقت تمہیں کیا کہتا ہے۔ خلافت سے تعلق رکھو تو ٹھیک رہو گے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا یہ کہ تربیت کی کمی ہے، نمازوں کی کمی ہے۔ جو contemporary issues ہیں، ان کی ان موضوعات پر آپس میں میٹنگ کروایا کریں۔ صرف ٹکسالی قسم کے اجلاسات نہ کرواتے رہیں بلکہ یہ دیکھیں کہ نوجوان جو پڑھا لکھا طبقہ ہے، ان کے کیا مسائل ہیں۔ ان کو کس طرح attract کر کے آپ قریب لا سکتے ہیں۔ مختلف عنوانات پر ان کے سیمینارز منعقد کروائیں۔ ان کی دلچسپی کے سامان پیدا کریں تا کہ کچھ نہ کچھ attachment ہو۔ جب قریب آئیں گے تو ان کو ساتھ ساتھ مذہب کی تعلیم بھی دیتے رہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مذہب سے دوری اس لیے ہے کہ دنیاداری پیدا ہو رہی ہے۔ دنیا میں عموماً ہر جگہ دنیاداری کا رجحان ہے۔ صرف سویڈن کی بات نہیں ہے، ہر جگہ یہی حال ہے۔ ان کو کہو کہ اللہ تعالیٰ پر یقین ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر بھی عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس زمانہ میں جو احکامات ہیں ان پر عمل کریں۔ اگر بڑے کوئی کام صحیح نہیں کر رہے تو نوجوانوں کا کام ہے کہ اس کو صحیح کریں اور آگے آئیں تا کہ ہماری آئندہ نسلیں سنبھالی جائیں۔ ان پر ذمہ داری ڈالیں، ان کو احساس دلائیں کہ تم ذمہ دار بنو، نہ یہ کہ کسی بڑے کے غلط رویہ کو دیکھ کر اپنے دین سے ہٹ جاؤ۔ فرمایا: اس حوالہ سے ایک پلان بنائیں، پڑھے لکھے لڑکوں کی ایک کمیٹی بنائیں اور پھر غور کر کے سکیم بنائیں کہ کس طرح ان کو قریب کیا جا سکتا ہے۔ جب وہ سکیم بن جائے تو پھر مجھے بھیجیں۔ فرمایا: مبلغین کا بھی کام ہے کہ نوجوانوں سے تعلق رکھیں۔ زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو قریب لانے کی کوشش کریں۔ خدام الاحمدیہ اور مشنری انچارج آپس میں تعاون سے ایک سکیم بنائیں۔ مبلغین کو اس میں شامل کریں اور امیر جماعت بھی اپنا مکمل تعاون انکو دیں۔ شعبہ تربیت بھی شامل ہو۔ باقی ذیلی تنظیموں کو بھی اس میں شامل کریں۔ صدر خدام الاحمدیہ، صدر انصار اللہ اور صدر لجنہ بھی۔

☆......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ایڈیشنل سیکرٹری تربیت و وقفِ جدید برائے نومبائعین کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: نومبائعین کیلئے تربیت کا پروگرام بنائیں تا کہ تین سال کے بعد وہ مین سٹریم میں شامل ہو جائیں۔ اگر کوئی غیر مسلم بیک گراؤنڈ سے آیا ہے تو اسے معلوم ہو کہ نماز کیا ہے، سورۃ فاتحہ کیا ہے، قرآنِ کریم کس طرح پڑھنا ہے۔ انکی اس طرح تربیت ہونی چاہئے۔ جماعت کیا ہے، جماعت کا نظام کیا ہے۔ خلافت کیا ہے، خلافت سے کس طرح تعلق رکھنا ہے، یہ صحیح طرح علم ہونا چاہئے۔ پھر چندوں کا نظام کیا ہے اور اس میں کس طرح شامل ہونا چاہئے۔ یہ تمام ٹریننگ تین سال کے اندر ہو جانی چاہئے۔ ان کے اجتماع بھی کرتے رہیں۔

☆......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے سیکرٹری وقف جدید سے فرمایا کہ آپ دفتر اطفال کی طرف بھی توجہ کریں۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کی مدد سے بچوں اور بچیوں کو بھی وقفِ جدید کی طرف توجہ دلائیں۔

☆......تبلیغ کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ ان دنوں میں تو آن لائن تبلیغ بہت شروع ہوگئی ہے۔ وٹس اَیپ پر، سوشل میڈیا پر۔ یہاں دیکھیں کہ لوگوں کے پاس کیا کیا سوال ہیں، کیا کیا ایشوز اٹھتے ہیں۔ مختلف سائٹس میں جا کر انہیں بتائیں کہ ان حالات میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ جھکنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف آنا چاہئے اور اپنے خالق کی پہچان کرنی چاہئے۔ نہ یہ کہ دہریہ بن جائیں اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیں۔ یا یہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ دعائیں قبول نہیں کرتا یا خدا تعالیٰ نہیں ہے، یا دنیا ہی سب کچھ ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگر دنیا کو بچانا ہے تو یہ کرو، کیونکہ اس کے بعد پھر جو کرائسس آئے گا، اس وبا کے بعد جب دنیا کی اکانومی shrink ہوتی جائے گی تو اگلا کرائسس آئے گا کہ دنیا ایک دوسرے کے مال پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گی۔ جب ایک دوسرے کے مال پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر جنگیں شروع ہو جائیں گی۔ جس کیلئے بلاک بنتے ہیں۔ اور بلاک بننے شروع ہو چکے ہیں۔ تو اس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ خدا کی طرف آؤ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: تو آن لائن ذرائع سے تبلیغ کریں اور جب موقع ملتا ہے، جہاں جہاں موقع ملتا ہے یہ پیغام پہنچائیں۔ لاک ڈاؤن میں اس طریق کو اختیار کریں اور جب لاک ڈاؤن میں نرمی ہو اور ذرا سی کوئی کھڑکی کھلے اور روشنی نظر آئے تو باہر نکلیں اور تبلیغ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ جو بعض ضروری باتیں تھیں وہ میں نے کہہ دی ہیں۔ ان کے مطابق اپنی پالیسی بنانی چاہئے اور عمل کروانا چاہئے۔ ہر وقت یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر قول و فعل کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ اس لیے ہم نے ہر کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے۔ اور اس کیلئے اپنی تمام صلاحیتیں، اپنی تمام potentials کو استعمال میں لانا ہے، تا کہ ہم جماعت کے صحیح، فعال رُکن بھی بن سکیں اور جماعت کی صحیح رنگ میں خدمت بھی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حافظ و ناصر ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد، یوکے)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 30/اکتوبر 2020)

جلسہ کا اثر سب سننے والوں پر ہونا چاہئے اور مستقل اثر ہونا چاہئے تا کہ ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لینے والے ہوں

اگر حکومتیں اپنے فرائض کو نہیں سمجھیں گی اور دوسروں کے حقوق ادا نہیں کریں گی تو پھر عالمگیر جنگ کیلئے تیار ہو جائیں جس کی تباہی ہر تصور سے باہر ہے

آج ہر احمدی کا کام ہے کہ دعا کرے کہ دنیا تباہی و بربادی سے بچ جائے اور وہ واحد لاشریک خدا کو مان لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کو سمجھنے والی اور اس پر عمل کرنے والی بن جائے

جلسہ سالانہ برطانیہ منعقدہ 6 تا 8/اگست 2021 کی مختصر رپورٹ

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ برطانیہ 6 تا 8/اگست 2021 بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے دُور رس نتائج پیدا کرے اور حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اُن تمام نصائح و ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن پر چلنے اور عمل کرنے کی حضور نے ہمیں تلقین فرمائی۔ آمین۔

معائنہ کارکنان

مورخہ 5/اگست 2021 بروز جمعرات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ یو.کے 2021ء کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم طلعت صیام صاحب نے کی اور اسکا انگریزی ترجمہ مکرم رومان باسط صاحب نے پیش کیا۔

سیدنا حضور انور نے ڈیوٹی دینے والوں کو بعض ضروری انتظامی امور کی طرف توجہ دلائی اور آخر پر فرمایا کہ ان دنوں میں دعاؤں کی طرف خاص توجہ دیں اور اپنی نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کی طرف پوری توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اسکے بعد حضور انور نے دعا کرائی۔

6/اگست 2021 (بروز جمعہ)

(افتتاحی اجلاس)

اس سال جلسہ سالانہ برطانیہ کی ایک خاص بات یہ تھی کہ دُنیا کے بیسیوں ممالک (جیسے انڈیا، بنگلہ دیش، ماریشس، انڈونیشیا، گیمبیا، گھانا، کانگو کنشاشا، نائیجریا، بورکینا فاسو، گیانا، تنزانیہ، جرمنی، فرانس، بلجیم، ہالینڈ، سوئڈن، سوئٹزرلینڈ، فن لینڈ، امریکہ، گوئٹے مالا، کبابیر، آسٹریلیا، کینیڈا، وغیرہ) میں احمدیوں نے جماعتی انتظام کے تحت ایک جگہ کسی مسجد یا ہال میں جمع ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات سنے۔ بے شک جلسہ سالانہ برطانیہ کو پوری دُنیا میں بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ دیکھا اور سنا جاتا ہے لیکن اس طرح دنیا کے متعدد ممالک میں جماعتی انتظام کے تحت ایک جگہ جمع ہو کر پہلی دفعہ جلسہ سالانہ یو کے دیکھا گیا جس کے لائیو مناظر تینوں دن جلسہ کے دوران دکھائے جاتے رہے۔ بعض ممالک میں ایک سے زائد جگہ پر ایسا انتظام کیا گیا تھا۔ مرکزی طور پر قادیان میں بھی مسجد اقصیٰ کے جدید حصہ کے فرسٹ فلور پر حضور انور کے خطابات سننے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کیلئے ایک بڑے سائز (10X8 فٹ) کی اعلیٰ کوالٹی کی اسکرین لگائی گئی تھی جس سے حدیقۃ المہدی اور جلسہ گاہ کا منظر بہت صاف نمایاں اور خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔ متعدد ممالک کے ساتھ ساتھ مسجد اقصیٰ میں جلسہ سننے کا منظر بھی بار بار ایم ٹی اے پر تینوں دن دکھایا جاتا رہا۔ علاوہ ازیں مسجد اقصیٰ کا قدیمی حصہ اور منارۃ المسیح اور بہشتی مقبرہ بھی ایم ٹی اے پر دوران جلسہ دکھایا جاتا رہا۔

افتتاحی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

آج حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ سے افتتاحی خطاب تھا۔ ہندوستانی وقت کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رات 9 بجکر 3 منٹ پر جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی تشریف لاکر لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کرائی۔ اس کے بعد 9 بجکر 6 منٹ پر حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ کے اسٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم فیروز عالم صاحب نے کی۔ اسکے بعد مکرم سید عاشق حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام پڑھا اور اس کا اردو ترجمہ بھی سنایا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام مکرم صبور احمد بھٹی صاحب نے پڑھا۔ اسکے بعد حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب شروع فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی غرض اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا، اپنے نفسوں کی اصلاح کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننا اور اس پر عمل کرنا بتایا ہے۔ گویا روحانی پیاس بجھانے کیلئے ہم ان دنوں میں جمع ہوئے ہیں پس اس مقصد کو ہمیں پیش نظر رکھنا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس جلسہ کا اثر سب سننے والوں پر ہونا چاہئے اور مستقل اثر ہونا چاہئے تا کہ ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لینے والے ہوں۔ حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ اور زہد کی نصیحت فرمائی۔ زہد اور تقویٰ میں ترقی کیلئے خدا ترسی، پرہیز گاری، نرم دلی، غصے کو دبانا اور پی جانا اور چھوٹی چھوٹی بات پر برھم نہ ہونا اسی طرح رنجشوں اور شکوؤں کو چھوڑتے ہوئے محبت اور مؤاخات کی فضا قائم کرنے اور عاجزی اور انکساری کو اپنانے اور تکبر سے بچنے کی تلقین فرمائی اور اس ضمن میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ بھی آپ نے پیش فرمائی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ارشادات سنائے۔ اسی طرح حضور انور نے جھوٹ سے بچنے اور سچائی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اگر ہم سچائی کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو جائیں گے تو ہمارے بہت سارے گھریلو مسائل حل ہو جائیں گے۔

7/اگست 2021 (بروز ہفتہ)

(دوسرا اجلاس)

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کا پہلا اجلاس صبح 9 بجے (GMT) اور ہندوستانی وقت کے مطابق دوپہر 2:30 بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم بلال ایٹکنسن صاحب (صدر جماعت احمدیہ ہارٹلے پول، برطانیہ) نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم راحل احمد صاحب نے کی۔ مکرم عصام احمد صاحب نے نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم طاہر ندیم صاحب مربی سلسلہ عربی ڈیسک یو.کے نے بعنوان ''اسلام میں آزادئ اظہار کی حدود وقیود'' اردو زبان میں کی۔ بعد ازاں مکرم خالد چغتائی صاحب نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار ''بدرگاہِ ذی شانِ خیر الانام'' پیش کیے۔ اجلاس کی دوسری تقریر مکرم احمد سلام صاحب سیکرٹری صنعت و تجارت یو.کے نے بزبان انگریزی کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''غیر مسلموں کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام'' تھا۔ اس تقریر کے بعد مکرم شیخ ندیم احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ''محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے'' پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن نے ''نظام جماعت کی برکات اور ہمارا فرض'' کے موضوع پر بزبان اردو تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم مبارک احمد صاحب نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے منظوم کلام ''نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے'' میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کیے۔ اس نظم کے ساتھ یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

(اجلاس: مستورات)

اسی طرح جلسہ گاہ مستورات میں جلسے کا آغاز صبح 9 بجے (GMT) اور ہندوستانی وقت کے مطابق دوپہر 2:30 بجے ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محترمہ فریحہ خان صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یو.کے نے کی۔ مکرمہ ثمینہ یاسمین عارف صاحبہ نے تلاوت کی۔ مکرمہ ہانیہ سلیم صاحبہ نے نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہ مکرمہ ماٹینا حکیم صاحبہ سیکرٹری اشاعت ماپا لجنہ یو.کے نے ''اسلام میں عورتوں کے حقوق'' کے عنوان پر بزبان انگریزی تقریر کی۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرمہ شرمین بٹ صاحبہ معاونہ صدر پریس اینڈ میڈیا لجنہ اماء اللہ یو.کے نے اردو زبان میں کی۔ آپکی تقریر کا موضوع ''تربیت اولاد اور ایک ماں کی ذمہ داریاں'' تھا۔ اس کے بعد مکرمہ آمنہ ملک صاحبہ نے ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف میرا سفر'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد مکرمہ رمشہ حسن صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام ''کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا'' خوش الحانی سے پیش کیا۔

(مستورات سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

آج جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ حضور پُرنور ہندوستانی وقت کے مطابق شام 5 بجکر 7 منٹ پر اسٹیج پر تشریف لائے۔ محترمہ نور عودہ صاحبہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محترمہ ماریہ ثاقب صاحبہ نے خوش الحانی سے نظم پڑھی اور اسکے بعد حضور انور خطاب نے اپنا خطاب شروع فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج کل روشن خیالی کے نام پر آزادی اظہار وعمل کا ایسا تصور پیدا ہو گیا ہے جو اندھیروں کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس نام نہاد روشن خیالی کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ اس روشن خیالی کے نام پر اپنی نسل کے مستقبل کو داؤ پر لگا دیا گیا ہے۔ اس نام نہاد آزادی کی تشہیر شوشل میڈیا کے ذریعہ ایسے غلط رنگ میں کی جاتی ہے کہ لوگوں کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی ختم ہو گئی ہے اور آج کل دنیا داری نے دین سے اس قدر متنفر کر دیا ہے کہ دین کی نظر سے کوئی دیکھنا ہی نہیں چاہتا اور اسلام کو خاص طور پر تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو پرانی اور دقیانوسی تعلیم بتائی جاتی ہے حالانکہ اسلامی تعلیم ہی اصل حقیقی تعلیم اور دُنیا و آخرت میں کامیابی اور نجات دلانے والی تعلیم ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم احادیث اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں عورتوں کے مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالی اور اسلام نے عورتوں کے جو اعلیٰ حقوق قائم فرمائے ہیں اور ان کی عزت اور رتبے کو جس رنگ میں بلند کیا ہے بہت ہی حسین طریق پر حضور انور نے اسکا تذکرہ فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 بجکر 22 منٹ پر خطاب ختم فرمایا اور اسکے بعد دعا کروائی۔

(تیسرا اجلاس اور حضور انور کا خطاب)

تیسرے اجلاس کا پہلا حصہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی صدارت میں شروع ہوا جس میں 11 معزز شخصیات کے ویڈیو پیغامات دکھائے گئے اور بعض کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ ان پیغام میں تمام معزز شخصیات نے جماعت احمدیہ کے ساتھ اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔

آج جلسہ سالانہ برطانیہ کا دوسرا روز تھا۔ احباب جماعت کو حضور انور کے خطاب کا بے صبری سے انتظار تھا جس میں حضور گزشتہ ایک سال کے دوران جماعت کو عطا ہونے والی ترقیات کا ذکر کرتے ہیں۔ ہندوستانی وقت کے مطابق رات 9 بجکر 38 منٹ پر حضور انور اسٹیج پر تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمود احمد وردی صاحب نے کی۔ نظم مکرم رانا محمود الحسن صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔ 9 بجکر 55 منٹ پر حضور انور نے خطاب شروع فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: آج کے دن سارے سال میں جو کام ہوئے ہوتے ہیں جو اللہ کے افضال ہیں ان کا ذکر ہوتا ہے۔ حضور انور نے گزشتہ ایک سال کے دوران جماعت پر نازل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی برکات اور اسکے افضال کا ذکر فرمایا۔ حضور انور نے اپنے خطاب کے آخر پر فرمایا: امسال اب تک بیعتوں کی تعداد ایک لاکھ 25 ہزار 221 ہے۔ گزشتہ سال کی نسبت 13 ہزار 42 کا اضافہ ہے۔ حضور انور نے بیعتوں کے ضمن میں قبول احمدیت کے نہایت ایمان افروز واقعات سنائے۔ رات 11 بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بصیرت افروز خطاب ختم فرمایا۔

8/اگست 2021 (بروز اتوار)

(چوتھا اجلاس)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے چوتھے اجلاس کی

باقی صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تبھی مضبوط ہوتا ہے جب یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے

جماعت کی آئندہ ترقی کیلئے لڑکوں کی تربیت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی لڑکیوں کی، اور لڑکوں کی تربیت میں بعض معاملات میں خاص طور پر ماں باپ دونوں کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اور یہ بہت ضروری ہے

پاک معاشرے کے قیام کیلئے عورت کو مردوں سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگران ہے کیونکہ وہ قوم کی نئی نسل کی تربیت گاہ ہے، کیونکہ وہ جماعت کی امانت جو بچوں کی شکل میں اُن کے پاس ہے اُس کی امین ہے، پس مَیں عورتوں سے کہوں گا کہ اپنے گھروں کی نگرانی کا حق ادا کریں، نئی نسل کی تربیت کا حق ادا کریں

دنیا کی خواہشات کے پیچھے دوڑنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اِس تعلق میں مضبوطی پیدا کرتی چلی جائیں اپنے نیک نصیب ہونے اور نیکیوں پر قائم رہنے کیلئے دُعائیں بھی کریں اور بہت دُعائیں کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب فرمودہ 25/جولائی 2009ء برموقع جلسہ سالانہ یوکے بمقام حدیقۃ المہدی (آلٹن)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالَم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اُس کو خدا تعالیٰ اور عالَم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔‘‘ (کتاب البریۃ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 291-292 حاشیہ)

جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام مبعوث ہوئے اُس زمانہ میں دنیا کی یہ حالت تھی جس کا ہر وہ دل جس میں خدا تعالیٰ کا خوف تھا اور جس کے دل میں اسلام کا کچھ درد تھا، اظہار کرتا تھا اور دُعائیں کرتا تھا کہ کوئی مردِ میدان کھڑا ہو اور اسلام کی اِس ڈولتی کشتی کو سنبھالے۔ دُنیا میں ہمیشہ ایسی ہی حالتیں ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی بھیجتا ہے تا کہ وہ انبیاء لوگوں کو اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کروانے کی کوشش کریں۔ ایسی ہی حالت کا قرآنِ کریم نے ایک جگہ یوں نقشہ کھینچا ہے، فرمایا: ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ (سورۃ الروم 42) یعنی خشکی اور تری میں لوگوں کے کاموں کی وجہ سے فساد برپا ہوگیا اور اِس فساد کا اور بہت بڑے فساد کا، جس نے تمام دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا وہ زمانہ تھا جب اِس فساد کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے عظیم نبی کو، جن کا نام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، کُل انسانیت کیلئے مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِن الفاظ کہ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی خشکی میں اور تری میں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’مراد اِس سے یہ ہے کہ اہلِ کتاب اور غیر اہلِ کتاب سب بگڑ چکے تھے اور قسم قسم کے فساد اور خرابیاں اُن میں پھیلی ہوئی تھیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 578، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو اِس حالت میں اُس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ آپ نے ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا۔ شرک کی انتہا کو پہنچے ہوئے خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے والے ہو گئے۔ اخلاقی گراوٹوں کی انتہا کو پہنچے ہوئے با اخلاق بن گئے۔ خودغرضیوں کی تمام حدیں پھلانگنے والے حقوق العباد کی ادائیگی اور قربانی کی مثال بن گئے۔ عورتوں کے حقوق پامال کرنے والے عورتوں کے حقوق کے پاسبان بن گئے۔ وہ لڑکی جو کسی گھر میں جب پیدا ہوتی تھی تو باپ کا چہرہ سیاہ ہو جاتا تھا اور وہ شرم سے لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا تھا اور اِس تلاش میں ہوتا تھا کہ کب موقع ملے تو میں اِس کو زندہ درگور کروں۔ وہی لڑکی جنت کی بشارت کا سامان بن گئی اور عزت و احترام سے دیکھی جانے لگی۔ اور اِس انقلاب سے فیض پانے والے جو تھے اُن میں بتوں کو پوجنے والے بھی تھے، یہودیوں میں سے بھی تھے، عیسائیوں میں سے بھی تھے جن کی اِس فیض پانے کے بعد کایا پلٹ گئی اور اسلام کا جھنڈا بلندیوں پر لہراتا چلا گیا جب تک کہ مسلمان اُس تعلیم سے حقیقی رنگ میں فیض پاتے رہے اور اعمالِ صالحہ بجالاتے رہے۔ اور جب اُس تعلیم کو بھلایا تو پھر جو زوال تھا وہ لازم تھا اور وہ آیا اور پھر دوبارہ زمین میں فساد برپا ہوا۔ غیر مذاہب کی حالت تو تباہی کے گڑھے کی طرف لے جانے والی تھی ہی کیونکہ اُن کی تعلیمیں پرانی ہو چکی تھیں، اُن میں کئی تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔ خود مسلمان بھی شرکِ ظاہری اور خفی میں مبتلا ہو چکے تھے اور جیسا کہ مَیں نے بتایا خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے وقت اپنے خاص بندے مبعوث فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ پھر اس دین کی شان اور عظمت قائم کرنے کیلئے جری اللہ کا کردار ادا کرے، جس کے قائم کرنے کیلئے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس اقتباس میں اعلان فرمایا ہے، آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اُن کاموں کی سرانجام دہی کیلئے بھیجا ہے جن کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور وہ کام یہ تھے جیسا کہ آپؑ خود فرماتے ہیں کہ مجھے کس لئے بھیجا گیا۔ فرمایا تا کہ ایمانوں کو مضبوط کریں، اللہ تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کریں، تیسرے یہ کہ عالَمِ آخرت کی حقیقت واضح کریں، چوتھے یہ کہ دنیا پرستی کی بجائے خدا پرستی کی طرف دنیا کو لائیں، پانچویں یہ کہ قول و فعل کے تضاد کو دُور کر دیں، نمبر چھ یہ کہ اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلائیں۔

یہ چیزیں ہیں جو آپ نے اپنے اِس اقتباس میں بیان فرمائی ہیں اور جب یہ باتیں پیدا ہوں گی تو پھر انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو پہچاننے والا بن سکے گا۔ تب اُس حقیقی انقلاب سے حصہ پانے والا بن سکے گا جو آج سے چودہ پندرہ سو سال پہلے آیا تھا جس نے صدیوں کے مُردے زندہ کر دیئے تھے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر، آپ سے عہدِ بیعت کر کے ہم نے حقیقی روحانی انقلاب برپا کرنے والوں میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ پس آج ہماری بہت بڑی ذمہّ داری ہے کہ اپنے جائزے لیتے ہوئے دیکھیں کہ کیا ہم اُن مقاصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ دیتے ہوئے، جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے، اپنے آپ کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی ہے اور جو خوب کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اِس زمانہ میں پیش فرمائی ہے۔

پس آئیں اور سب سے پہلے یہ جائزہ لیں کہ ہمارے ایمان کس حد تک مضبوط ہیں۔ دراصل تو یہ ایمان ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا باعث بنتا ہے۔ آخرت پر یقین پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی طرف توجہ رہتی ہے۔ پس یہ سمجھ لینا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود مان لیا، مہدی موعود مان لیا تو ہم ایمان لانے والوں میں شامل ہو گئے۔ صرف اتنا کافی نہیں ہے۔ اِس مان لینے کی حالت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (سورۃ الحجرات 15) کہ یہ تو کہو کہ ہم نے کچھ حد تک فرمانبرداری اختیار کر لی لیکن ایمان فرمانبرداری سے اگلا قدم ہے۔ جب کامل فرمانبرداری ہو جائے تو پھر ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ پھر انسان ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک تم نے اَسْلَمْنَا تو کہہ دیا لیکن اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جاننے والا ہے، فرماتا ہے کہ لَمْ تُؤْمِنُوْا تم ایمان نہیں لائے۔ ابھی تم نے اس فرمانبرداری کی بہت سی منازل طے کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (سورۃ الحجرات 15) کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس ایمان کا مسئلہ ایک بہت ہی نازک اور باریک مسئلہ ہے۔ اگر ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے یہ بات نظر نہ آئے کہ روحانی حالت میں ہمارا آج ہمارے گزرے ہوئے کل سے بہتر ہے تو پھر ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ایمان صرف اِسی کا نام نہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھ لیا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان ایک نہایت باریک اور گہرا راز ہے اور ایک ایسے یقین کا نام ہے جس سے جذباتِ نفسانیہ انسان سے دُور ہو جاویں اور ایک گناہ سوز حالت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے‘‘ (یعنی گناہوں کو جلانے والی حالت پیدا ہو جائے)۔ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 561، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: ’’ایمان کی دو ہی

نشانیاں ہیں۔ اوّل درجہ یہ ہے کہ گناہ کو انسان چھوڑ دے اور ایسی حالت اس کو میسر آ جاوے کہ گناہ کرنا گویا آگ میں پڑنا ہے یا کسی کالے سانپ کے منہ میں انگلی دینا ہے یا کوئی خطرناک زہر کا پیالہ پینے کے برابر ہے ......'' اور (دوسرے یہ کہ) '' انشراحِ صدر سے نیکی کرنے پر قادر ہو جاوے۔'' (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 562-561، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور انشراحِ صدر سے نیکی کیا ہے؟ یہ وہ اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے موافق ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق ہوں۔

پس یہ ہے ایمان کی حالت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ اب دیکھیں اور جائزے لیں۔ قرآن کریم کھولیں اور پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے کیا احکام ہیں۔

آجکل کے معاشرے میں بعض نوجوان بچوں اور بچیوں پر دنیاوی تعلیم کی وجہ سے یہ اثر ہے کہ مستقل دینی ماحول میں رہنا، ہر وقت اللہ رسول کی باتیں سننا، اِس قسم کی یکسانیت ہے جس سے کبھی کبھی اُن کو باہر آنا چاہئے اور یہ Fun ہے، یہ ایک تفریح ہے۔ یہ تفریح ہے جو اُن کی تھکاوٹ کو دُور کرنے کیلئے ضروری ہے۔ یہ خیالات عام ہوتے جا رہے ہیں۔ اِس بات سے کوئی انکار نہیں کہ دماغی تھکاوٹ کو دور کرنے کیلئے تفریح ہونی چاہئے لیکن اگر کوئی تفریح اللہ تعالیٰ کے واضح حکموں کے خلاف ہے تو وہ تفریح نہیں بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے آگ میں گرنے کے مترادف ہے یا سانپ کے منہ میں اُنگلی دینے کے برابر ہے یا زہر کا پیالہ پینے والی بات ہے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تبھی مضبوط ہوتا ہے جب یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ بعض بُرائیاں اِس لئے پیدا ہو جاتی ہیں کہ بُرائی کرنے والا سمجھ رہا ہوتا ہے کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا اور اُس وقت انسان یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (سورۃ ال عمران 157) کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم عمل کرتے ہو اُسے دیکھ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر ایمان یہی ہے کہ انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ہو۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اگر پردہ کا حکم دیا ہے تو پردہ کا یہ حکم صرف جلسہ پر آنے کیلئے نہیں دیا۔ یا جماعتی فنکشنز پر مسجد آنے کیلئے نہیں دیا۔ یا میرے سے ملاقات کے وقت کیلئے صرف یہ حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ مومنوں کی بیویوں کو یہ حکم دیا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (الاحزاب:60) اور مومنوں کی بیویاں جب گھر سے باہر نکلیں تو اپنی بڑی چادروں کو اپنے اوپر ڈال لیا کریں۔ یہ مومنوں کی بیویوں کی پہچان ہے۔ اور مومنوں کی بیویاں بھی مومن ہی ہوتی ہیں۔ شادی کے احکام میں بھی یہی حکم ہے کہ تم مومن عورتوں سے شادی کرو یا مومن عورتوں کو یہ حکم ہے کہ تم مومن مردوں سے شادی کرو۔ پس یہ پردہ کسی خاص موقع کیلئے نہیں ہے بلکہ گھروں سے باہر نکلتے ہوئے ہر اُس عورت کیلئے فرض ہے جو اپنے آپ کو مومن کہتی ہے اور بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنے کا دعویٰ کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اپنے آپ کو شامل سمجھتی ہے۔ اور اِس میں اُن مَردوں کیلئے بھی حکم ہے جو اپنی بیویوں کے پردے اِس لئے اُتروا دیتے ہیں کہ ہمیں باہر سوسائٹی میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا Backward ہے، اپنی بیویوں کو پکّا پردہ کرواتا ہے۔ یہاں یورپ میں پردہ کے خلاف وقتاً فوقتاً اُبال اُٹھتا رہتا ہے اور فرانس اِس میں پیش پیش ہوتا ہے۔ وہیں سے عام طور پر یہ تحریکیں شروع ہوتی ہیں۔ اور پھر ردّعمل کے طور پر مسلمانوں کی طرف سے پردہ برداروں کا ایک جلوس نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور پردہ کے اِن جلوسوں میں اکثر مُنہ لپیٹے ہوئے وہ لوگ ہوتے ہیں اور پردہ کرنے والوں کی اُن میں ایسی تعداد ہوتی ہے جو آپ کو بازار میں اکثر ننگے مُنہ پھرتی نظر آئیں گی بلکہ لباس بھی قابلِ شرم ہوں گے۔ یہ اِس لئے ہے کہ اُن کی کوئی رہنمائی نہیں ہے۔ ایک وقتی جوش اور اُبال ہے جو ردّ عمل کے طور پر ظاہر ہوتا ہے اور جو پردے پر پابندی کا ردّعمل ہے۔ لیکن ایک احمدی عورت اور ایک احمدی نوجوان لڑکی جو پردہ کی عمر کو پہنچ چکی ہے، اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ پردہ اُس کے ایمان کا حصّہ ہے۔ اُن احکامات میں سے ہے جن کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی احمدی بچیاں اِس حقیقت کو سمجھتی ہیں۔

گزشتہ دنوں پردہ کے خلاف فرانس میں جو رَو چلی تھی اُس پر ایک احمدی نوجوان بچی جو وقفِ نو بھی ہے اور جرنلزم میں ماسٹرز کر رہی ہے، اُس نے اخبار کو خط لکھا کہ ایک طرف تو یورپ فرد کی آزادی اور مذہبی آزادی کا نعرہ لگاتا ہے اور دوسری طرف پردہ جو ہمارے مذہب کے احکامات میں سے ایک حکم ہے اُس پر تم پابندی لگاتے ہو جبکہ ہم جو پردہ کرنے والی خواتین ہیں اُسے خوشی سے قبول کرتے ہوئے اپنے خدا کے حکم کے مطابق اُس پر عمل کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تمہارا جو مذہبی آزادی دینے کا دعویٰ ہے صرف ایک اعلان ہے اور اِس سے زیادہ اِس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آج کل مسلمانوں میں سے اکثریت ایسی ہے جو پردہ نہیں کرتی اور اب تو ان کے لباس بھی اتنے ننگے ہو گئے ہیں کہ ٹی وی وغیرہ پر بعض دفعہ جو پروگرام آ رہے ہوتے ہیں، انہیں دیکھ کر شرم آتی ہے اور پھر یہ مسلمان کہلانے والی ہیں۔ اور خشکی اور تری میں فساد سے یہی مُراد ہے کہ نہ دین باقی رہا نہ اسلام باقی رہا لیکن پھر بھی مسلمان کہلانے والی ہیں۔

لیکن ایک احمدی عورت جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے احمدیت صرف اپنے ماں باپ کی عزّت کی وجہ سے قبول نہیں کرنی یا صرف اِس لئے اپنے آپ پر احمدیت کا لیبل چسپاں نہیں کرنا کہ ایک احمدی گھرانے میں پیدا ہونے کی مجھے سعادت ملی ہے اور اِس کے علاوہ میرا کوئی اور راستہ نہیں کہ میں اپنے احمدی ہونے کا اعلان کروں کیونکہ میرے گھر والے احمدی ہیں، میرا خاندان احمدی ہے۔ اِس لئے ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ ایک احمدی عورت کو احمدیت کی تعلیم کا پتہ ہونا چاہئے۔ ایمان کی مضبوطی کا پتہ ہونا چاہئے۔ ایک احمدی کی عزّت اِس بات میں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد اپنے ایمان میں اتنی مضبوطی پیدا کریں کہ دنیا کی کوئی خواہش اُسے اُسکے ایمان سے ہٹا نہ سکے، اُسکے ایمان کو متزلزل نہ کر سکے۔

احمدی ماؤں کا بھی یہ کام ہے کہ اپنے بچوں کی اِس رنگ میں تربیت کریں کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اُس کو راضی کرنے کیلئے ہر کوشش اُسکی اوّلین ترجیح ہو۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک احمدی مائیں بھی اپنے آپ کو ایمان کے اعلیٰ معیار تک لے جانے کی کوشش نہیں کریں گی۔ ماؤں کے قدموں میں جو جنّت رکھی گئی ہے وہ اس لئے ہے کہ جہاں اُن کا اپنا ایمان اور خشیّت اللہ بلندیوں پر ہو وہاں اُن کی نیک تربیت سے اُن کے بچوں کے ایمان بھی ترقی پذیر ہوں ورنہ ہر ماں تو جنّت کی خوشخبریاں دینے والی نہیں ہے۔ پس ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے کو یاد کریں کہ میں ایمانوں کو مضبوط کرنے آیا ہوں۔

پردہ کی ایک مثال مَیں نے یہاں کے ماحول کے بچیوں کی ذات پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے دی ہے۔ اِس کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ یہاں سے میری مُراد صرف انگلستان کی احمدی عورتیں اور نوجوان لڑکیاں نہیں ہیں بلکہ یورپ میں بسنے والی بھی ہیں اور امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں بسنے والی بھی ہیں اور افریقہ میں بسنے والی بھی ہیں اور ایشیا میں بسنے والی بھی ہیں اور جو بھی مغرب کے ماحول سے یا غلط قسم کے ماحول سے، آزادی کے ماحول سے متأثر ہو کر قرآن کریم کی واضح تعلیم اور واضح حکموں کی خلاف ورزی کرتی ہیں وہ اپنے ایمانوں میں کمزوری دکھا رہی ہیں۔ بلکہ اب تو مجھے پاکستان سے بھی شکایات آتی ہیں کہ بعض شہروں میں نوجوان لڑکیوں کے لباس قطعاً ایسے نہیں کہ وہ احمدی کہلا سکیں۔ جہاں اکثریت اللہ کے فضل سے شرعی احکامات کی پابندی کرنے والی ہے وہاں کئی پرانے اور اچھے احمدی خاندانوں کی لڑکیاں اپنے حجابوں سے نہ صرف باہر آ رہی ہیں بلکہ بعض اوقات اُن کے لباس بھی قابلِ اعتراض ہوتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے MTA کے ذریعہ تمام دنیا میں براہِ راست پیغام پہنچ جاتا ہے اس لئے مَیں جب بھی کسی بڑے فنکشن میں بات کرتا ہوں تو تمام دنیا کے احمدیوں کو ذہن میں رکھ کر کرتا ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ مُنہ سے یہ کہہ دینا کہ ایمان کے جو تمام رکن ہیں ہم اُن پر ایمان رکھتے ہیں، اس لئے کوئی نہیں جو ہمیں مومن کہنے سے روک سکے، یہ بڑی غلط سوچ ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ شیطان ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے پہلے حملہ کرتا ہے اور پھر بڑی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بعض نوجوان بچے بچیاں یہ سمجھتے ہیں کہ بعض حرکات مثلاً لڑکے لڑکی کا جو نامحرم بھی ہیں اکیلے بازاروں میں گھومنا، لڑکے لڑکیوں کے گروپ کا ناچ گانے کی محفلیں لگانا وغیرہ اور اِس طرح کی بہت سی جو اَور برائیاں ہیں یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ اِس پہ زیادہ زور نہیں دینا چاہئے۔ اِن کو برائیاں سمجھ کر پھر یہ خیال کرنا کہ احمدی معاشرہ اِن باتوں کو ناپسند کرتا ہے، یہ بھی ان کی سوچ ہے کیونکہ جماعت اِن معاملات میں زیادہ سخت ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ سب غیر اخلاقی باتیں ہیں اور دین اسلام اِس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اگر ان کی کوئی ایسی سوچ ہوتی ہے کہ کیونکہ احمدی معاشرہ ناپسند کرتا ہے اِس لئے کرتے جاؤ۔ اور اگر کوئی احمدی اُنہیں نہیں دیکھ رہا جسے ہماری یہ باتیں ناپسند ہیں یا پھر کوئی عہدیدار نہیں دیکھ رہا جس سے خطرہ ہو کہ شکایت پہنچ جائے گی یا کوئی بھی ایسا شخص جس سے یہ خطرہ ہو کہ شکایت لگا دے گا، وہ نہیں دیکھ رہا تو جو مرضی کرو، جس طرح دل چاہے کرو۔ یہاں مغربی معاشرے کا اثر ہے کہ جو برائی اپنی مرضی سے کی جائے جس سے دوسرے کا نقصان نہ ہوتا ہو تو وہ چاہے جتنی بھی اخلاق سوز ہو اُس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اگر خدا تعالیٰ پر یقین ہے، جس کے ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے، تو کبھی یہ سوچ نہیں ہو سکتی۔ اور جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو بھی تم عمل کرتے ہو اُسے مَیں دیکھ رہا ہوں۔

اگر ہر کام کرنے سے پہلے، چاہے آپ اُسے چھوٹا ہی سمجھ رہی ہوں، یہ خیال دل میں لے آئیں کہ جو میں کرنے جا رہی ہوں اسے خدا دیکھ رہا ہے۔ ایک طرف میرا احمدی ہونے کا دعویٰ ہے اور دوسری طرف جس کو احمدی معاشرہ یا اسلامی معاشرہ برا سمجھتا ہے وہ مَیں کر رہی ہوں تو یقیناً اسلام میں ایسی حرکتیں منع ہی ہیں تبھی برا سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ سوچ ہو گی تو دنیا کے لہو ولعب سے بیزاری ہو گی اور نیک اعمال بجا لانے کی طرف رغبت پیدا ہو گی۔

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ جماعت کی خوبصورتی
اسی میں ہے کہ اس میں آپس میں بھی نیکی اور
تقویٰ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر اظہار پایا جائے
(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/فروری 2012ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپس کے تعلقات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے
اس طرح بنایا جائے کہ ہر دیکھنے والا کہے کہ یہ آپس کی محبت اور
بھائی چارہ اس جماعت کا ایک خاص وصف اور خاصہ ہے۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/فروری 2012ء)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی-ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

ایک طرف تو آج کل کے نام نہاد روشن معاشرے میں رہنے والے نوجوان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے اندر سچائی ہے اور ہم حق بات کہنے سے نہیں جھجکتے اور دوسری طرف جو اپنا عہد بیعت ہے اسے نہیں نبھاتے تو یہ کیسی سچائی ہے؟ ایک اعلان جو ہر نوجوان لڑکی اور نوجوان لڑکا اور مرد اور عورت یہ کر رہے ہوتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا لیکن جب معاشرے کے لہو ولعب، کھیل کود کا معاملہ آجائے تو دین کی تعلیم بھول جاتے ہیں۔ ٹی وی چینلز اور انٹرنیٹ پر جو بیہودہ اور لغو فلمیں اور پروگرامز دکھائے جاتے ہیں، یہ بعض نوجوان بچے بچیاں بڑے شوق سے دیکھتے ہیں بلکہ بعض گھروں میں پورا گھرانہ ان کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ بڑے بھی اور چھوٹے بھی اور بچے بھی بلکہ نابالغ بچے بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اسے برائی نہیں سمجھا جاتا۔ جن گھروں میں بھی رشتوں کے بعد لڑکے لڑکی میں رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، اور پھر جن کے گھر اور جن کے رشتے رنجشوں کی وجہ سے ٹوٹتے ہیں ان کا میں نے جائزہ لیا ہے کہ ٹی وی کے بیہودہ چینلز کی آزادی، انٹرنیٹ اور لڑکے لڑکیوں کا آپس کا میل جول اور دوستیاں اس کی وجہ بنتی ہیں۔ کیونکہ ان چیزوں کے بعد پھر ایسی عادتیں پڑ جاتی ہیں کہ شرافت کی زندگی گزاری ہی نہیں جاسکتی اور جو بھی شریف ماحول کا لڑکی یا لڑکا شادی ہو کر ایسے ماحول میں آتا ہے وہ کچھ عرصہ بعد ہی اس رشتے کو توڑ دیتا ہے۔

پس غور کریں، سوچیں کہ ایک طرف احمدی ہونے کا دعویٰ ہے، اُس شخص کی بیعت میں آنے کا دعویٰ ہے جس نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ ایمانوں کو مضبوط کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ لوگوں کو اعمال صالحہ پر چلانے کیلئے بھیجا گیا ہوں تو پھر اپنے عمل اُس سے بالکل اُلٹ کرنا یہ تو عجیب بات ہے۔

آج میں یہ باتیں خاص طور پر خواتین کے سامنے، لجنہ کے سامنے اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ عورتوں کی ذمہ داری ہے۔ اُن ماؤں کی ذمہ داری ہے جن کی گود میں بچے پل رہے ہیں کہ بچپن سے ہی بچوں کے کانوں میں اچھائی اور برائی کی تمیز ڈالیں۔ بچپن سے ہی بچوں کو یہ بتائیں کہ ہم احمدی ہیں اور کیوں احمدی ہیں؟ ہمارے میں اور دوسرے میں کیا فرق ہے؟

جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا اُن کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ہم نے دنیا کو خدا کے حضور جھکنے والا بنانا ہے یا ہم نے دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے لانا ہے۔ لیکن یہ دعویٰ ہمارا ہے کہ ہم نے یہ کام کرنے ہیں۔ اسی طرح جو نوجوان بچیاں میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہیں اُن کی اپنی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو دنیا کے لہو ولعب اور کھیل کود میں اور غلاظتوں میں نہ ڈالیں اور ان سے بچا کر رکھیں کیونکہ آئندہ قوم کی تربیت کی ذمہ داری بھی آپ پر پڑنے والی ہے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا پر غالب آنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ کی اٹل تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے۔ اگر آپ لوگ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے اور اپنی نسلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی تو اُس تقدیر کا حصہ بن کر دنیا و آخرت میں جنتوں کی وارث بنیں گی ورنہ اَور لوگ اس حق کو ادا کرنے کیلئے آگے آجائیں گے۔ اِس ضمن میں مَیں ماں باپ کو بھی یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں اور پہلے بھی کئی مرتبہ اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ماں باپ جس طرح بچپن میں اپنے بچوں سے پیار محبت کا اور دوستانہ تعلق رکھتے ہیں، بڑے ہونے تک یہ تعلق قائم رکھیں۔ لڑکیاں ماؤں کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ اُنہیں ہر بات ماں سے کرنی چاہئے کیونکہ وہ کرسکتی ہیں۔ ماؤں کو ان کے اندر اتنا اعتماد پیدا کرنا چاہئے کہ وہ آپ سے ہر بات کریں۔

بے شک ماں باپ کا کام اپنے لڑکے لڑکیوں کی نگرانی کرنا اور تربیت کرنا ہے لیکن لڑکیوں کی تربیت زیادہ کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پھر آئندہ نسلوں کی زیادہ بہتر تربیت ہوتی ہے۔ گو اِس سے بعض نوجوان بچیوں نے یہ غلط تاثر لیا ہے اور میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ لڑکیاں اس بات سے شاکی ہیں کہ ماں باپ ہمارے پر زیادہ نظر رکھتے ہیں اور لڑکوں کو کچھ نہیں کہتے۔ اگر ماں باپ اپنے گھروں میں یہ تاثر پیدا کرتے ہیں تو غلط کرتے ہیں۔ جماعت کی آئندہ ترقی کیلئے لڑکوں کی تربیت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی لڑکیوں کی۔ اور لڑکوں کی تربیت میں بعض معاملات میں خاص طور پر ماں باپ دونوں کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اور یہ بہت ضروری ہے۔ لڑکوں کی تربیت کی اہمیت کے پیش نظر ہی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی اس کے مخاطب ہیں۔ اگر باپ گھروں میں دینی باتیں کرتے رہیں تو بچوں کی دین کی طرف توجہ رہتی ہے۔ کئی مائیں مجھے شکایت کرتی ہیں کہ ہمارا بچہ چودہ پندرہ سال تک تو ٹھیک رہتا ہے اُسکے بعد مسجد آنے میں بھی کمی ہوتی ہے اور دوسری جماعتی مصروفیات میں بھی کمی ہوجاتی ہے۔ یہاں باپوں کا بھی کام ہے کہ باہر کی نگرانی کریں لیکن پیار سے اور خود ماں باپ کے نمونے ایسے ہوں کہ بچے سمجھیں کہ حقیقی زندگی یہی ہے جو ہمارے ماں باپ گزار رہے ہیں۔

اور ان بچیوں کو بھی میں کہتا ہوں جن کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ ہمارے ماں باپ لڑکوں پر اتنی سختی نہیں کرتے جتنی ہمارے پر کرتے ہیں یا اُتنی نظر نہیں رکھتے جتنی ہمارے پر رکھتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ہمیشہ یہ سوچا کریں کہ ماں باپ میرا بُرا سوچ رہے ہیں یا اچھا؟ اور جب آپ اس سوچ کے ساتھ ماں باپ کی باتوں کو سُنیں گی تو سوائے استثنائی صورت کے اِلَّا مَاشَاءَ اللہ اکثر بچے یہی کہیں گے کہ ہمارے ماں باپ ہماری بہتری کا ہی سوچ رہے ہیں اور محبت کے اُس جذبے کی وجہ سے سوچ رہے ہیں جو اُن کے دل میں ہمارے لئے ہے۔

یہاں میں ایک بات اَور واضح کرنا چاہتا ہوں اور اکثر مَیں ایسے نوجوانوں کو جو اپنی اسلامی اقدار بھول جاتے ہیں اور خاص طور پر پاکستانی جو اپنی اچھی معاشرتی روایات بھی بھول جاتے ہیں، یہ کہا کرتا ہوں کہ اپنے اندر اعتماد پیدا کرو کہ اسلامی تعلیم ہی سب سے اعلیٰ تعلیم ہے۔ یہی تعلیم تھی جس کو مسلمانوں نے جب تک اپنائے رکھا علم میں بھی ترقی کرتے رہے اور اخلاق میں بھی ترقی کرتے رہے۔ دنیا میں حکومتیں بھی اُن کے ہاتھ میں رہیں اور دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں ان سے خوفزدہ بھی رہیں۔ اور جب یہ سب کچھ جاتا رہا تو نہ علم رہا، نہ دین رہا، نہ دنیا رہی۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ اسلامی اخلاق اور قدروں کو بھول گئے۔ عورت اور شراب کی برائیوں میں مبتلا ہوگئے۔ خود غرضی اُن میں پیدا ہوگئی۔ دھوکہ اور بدعملی ان میں پیدا ہو گئی۔ عورتیں اپنا تقدس بھول گئیں۔ مرد اپنی ذمہ داریاں بھول گئے اور یہ تو اب اللہ تعالیٰ کا مسیح و مہدی کے زمانے کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کی اصلاح ہوگی اور اس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری رہے گا اور جب خلافت کا نظام جاری ہے تو پھر قبلے بھی درست رہیں گے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں، عمل صالح کرنے والوں، نمازوں کا قیام کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ خلافت کا نظام اُن میں جاری رکھے گا۔ لیکن ایسے لوگ جو اسلامی اقدار کو چھوڑ کر کسی احساس کمتری کی وجہ سے نام نہاد ترقی یافتہ دنیا کے غلط کاموں کی پیروی کرتے ہیں وہ نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے۔

کئی مرد، عورتیں میرے پاس آتے ہیں جن کو کچھ سال گزرنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے دنیا کی آزادی کو سب کچھ سمجھ کر اُسے اپنایا اور نقصان اُٹھایا۔ اور اب احساس ہوا کہ ہم غلط تھے اور ہمارے بڑے ہمیں سمجھانے والے صحیح تھے۔ پس بجائے اس کے کہ بعد میں احساس ہو، بہتر یہی ہے کہ ابھی سے خدا تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے اُس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں جس نے پندرہ سو سال پہلے بھی خشکی اور تری کے فساد کو دور کیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخرین میں بھی اس خشکی اور تری کے فساد کو دُور کیا اور کر رہی ہے۔

احمدیت کی تاریخ بھی ایسے کئی واقعات سے بھری پڑی ہے کہ رشوت خور اور شرابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کے بعد پانچ وقت کے نمازی، نوافل ادا کرنے والے اور ہمیشہ عمل صالح کی تلاش میں رہنے والے بن گئے اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد ان نیکیوں پر قدم مارنے والی ہے۔ پس مَیں جب اس بارے میں توجہ دلاتا ہوں یا مجھ سے پہلے جو خلفاء نے توجہ دلائی تو اس لئے کہ جماعت کی طرف منسوب ہونے والا کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جو نیکیوں میں ترقی کی بجائے برائیوں میں بڑھ رہا ہو۔ اگر میں بعض باتوں کی طرف سختی سے توجہ دلاتا ہوں یا بعض پر سختی کرتا ہوں تو کسی غصے یا غضبناکی کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اور صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے یہ میرے فرائض میں داخل کیا ہے کہ ہمدردی کے جذبہ کے تحت ہر اُس شخص کو جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے، سانپ کے منہ میں جانے سے روکوں، دلی درد کے ساتھ اِس کی کوشش کروں۔ اب جبکہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پالیا ہے تو بار بار اُن راستوں کی طرف چلنے کی یاددہانی کرواؤں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے عہد بیعت کا پاس کرتے ہوئے چلنے کی کوشش کرو تا کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک عام احمدی سے اِس شرط پر بیعت لی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا۔ ہمدردی کا یہ تقاضا ہے کہ ہر احمدی دوسرے سے ہمدردی کرے تو میرا تو سب سے زیادہ یہ فرض بنتا ہے۔ اِس لئے میں تلقین بھی کرتا ہوں اور اِس کیلئے میں دُعا بھی کرتا ہوں کہ ہر احمدی عورت، مرد، بچہ، جوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اُترنے والا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’حقیقی جماعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کرلی بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہوسکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے اُن میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہوجاوے اور انکی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہوجاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہوجاویں ...... اپنی خواہشات اور ارادوں، آرزوؤں کو فنا کرکے

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

خدا کے بن جاویں......''

فرمایا کہ: ''یقینا جانو کہ جماعت کے لوگوں میں اور اُن کے غیر میں اگر کوئی ما بہ الامتیاز ہی نہیں ہے'' (کوئی فرق ہی نہیں ہے) ''تو پھر خدا کوئی کسی کا رشتہ دار تو نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اِن کو عزت دے اور ہر طرح حفاظت میں رکھے اور اُن کو'' (جو غیر ہیں) ''ذلّت دے اور عذاب میں گرفتار کرے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ۔'' (سورۃ المائدۃ:28) (یقیناً اللہ متقیوں کو ہی قبول کرتا ہے۔ انہی کی قربانیاں قبول کی جاتی ہیں۔ انہی کی دُعائیں قبول کی جاتی ہیں)

فرمایا: ''متقی وہی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ نفس اور خواہشاتِ نفسانی کو اور دنیا و مافیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔'' فرمایا: ''ایمان کا پتہ مقابلہ کے وقت لگتا ہے۔'' (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 454-455، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمان کے معیار کیا ہیں؟ کیا دنیا کے رسم و رواج ہمارے ایمان پر حاوی تو نہیں ہو رہے؟ کیا دنیا کے کھیل کود اور جو تمام تفرّیحیں ہیں اور جسکو ہم Fun سمجھتے ہیں ہمارے ایمان پر اثر انداز تو نہیں ہو رہیں؟ کیا ہمارے دعوے اور منہ کے الفاظ ہمارے عمل سے مختلف تو نہیں؟ ہم جو دُنیاوی تعلیم سے اپنے آپ کو آراستہ سمجھتے ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم صحیح کو صحیح کہنے والی اور غلط کو غلط کہنے والی ہیں اور اِس کو کہنے سے نہیں جھجکتیں، کیا حقیقت میں ہم اس پر عمل کرنے والی بھی ہیں؟ پس جب اپنے جائزے لینے کی عادت پڑے گی تو اصلاح کی طرف بھی توجہ ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر فرماتے ہیں کہ: ''ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بد نام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ بُرے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔'' (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 455، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس آپؑ کا یہ خطاب جماعت کے ہر فرد مرد، عورت، جوان، بوڑھے اور بچے کیلئے ہے۔ عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ صرف مرد ہی اس کے مخاطب ہیں۔ پاک معاشرے کے قیام کیلئے عورت کو مَردوں سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگران ہے کیونکہ وہ قوم کی نئی نسل کی تربیت گاہ ہے، کیونکہ وہ جماعت کی امانت جو بچوں کی شکل میں اُن کے پاس ہے اُسکی امین ہے۔ پس مَیں عورتوں سے کہوں گا کہ اپنے گھروں کی نگرانی کا حق ادا کریں۔ نئی نسل کی تربیت کا حق ادا کریں۔ جماعت کی امانت کا امین ہونے کا حق ادا کریں اور یہ حق تبھی ادا ہو سکتے ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے عہدِ بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والی بنیں گی۔ جب آپؑ کی بیعت کے مقصد کو سمجھنے والی بنیں گی۔

اِسی طرح مَیں نوجوان بچیوں سے بھی کہتا ہوں جو پندرہ سال سے اوپر پہنچ کر اِس معاشرے کے زیر اثر جس میں ہر جگہ فساد ہے اپنی اِنفرادیت کو بھول جاتی ہیں، اپنے مقام کو بھول جاتی ہیں، اپنے تقدّس کو بھول جاتی ہیں کہ اپنے تقدّس اور اپنے مقام کو سمجھیں۔ واقفاتِ نَو بچیوں نے تو دین کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا ہوا ہے اُن کے نمونے تو اعلیٰ ہونے ہی چاہئیں۔ جو بچیاں وقفِ نو میں شامل نہیں ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ اُن کو جماعت نظر انداز کرتی ہے۔ جماعت کی ہر بچی کا ایک تقدس ہے اِسے قائم رکھنا آپ کا فرض ہے۔

پس ہر احمدی بچی کا ایک مقام ہے اُس مقام کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے۔ بہت سی بچیاں جو اس بات کو سمجھتی ہیں اُن کے پاک نمونوں کی وجہ سے مسلمانوں میں سے بھی اور غیر مسلموں میں سے بھی اُن کی ہم عمر بچیاں اُن سے تعلق کی وجہ سے جماعت سے تعلق رکھتی ہیں اور اُس کے نتیجے میں پھر آخر کار وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو جاتی ہیں۔

پس اِس حقیقت کو سمجھیں کہ یہی چیز آپ کو خدا کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گی۔ پس دنیا کی خواہشات کے پیچھے دوڑنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اِس تعلق میں مضبوطی پیدا کرتی چلی جائیں۔ اپنے نیک نصیب ہونے اور نیکیوں پر قائم رہنے کیلئے دُعائیں بھی کریں اور بہت دُعائیں کریں۔ جب اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق جوڑیں گی تو اللہ تعالیٰ قبولیت بھی فرماتا ہے تاکہ آپ کی گودوں میں پلنے والی آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی ہوں اور یہی تربیت اور خدا تعالیٰ سے تعلق ہے جو بچوں کیلئے بھی جنت کے دروازے کھلنے کا باعث بنے گی اور ماؤں کیلئے بھی جنت کے دروازے کھلنے کا باعث بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور اعمالِ صالحہ بجالاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کی وارث بنتی چلی جائیں۔ آمین۔ اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21/جون 2013)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

کافی سزا ہوگی۔ علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے دستخطی اشتہار سے شائع کردوں گا کہ عیسائی فتح یاب ہوئے اور میں مغلوب ہوا اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اس اشتہار میں کوئی بھی شرط نہ ہوگی لفظاً نہ معناً۔

فیصلہ کا طریق :: دونوں فریق اپنی اپنی جماعت کے ساتھ میدان میں حاضر ہوں اور جھوٹوں کے لئے خدا کا غضب اور اس کا قہر چاہیں

اور ربّانی فیصلہ کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں میدان مقابلہ کے لئے جو تراضی طرفین سے مقرر کیا جائے طیّار ہوں۔ پھر بعد اس کے ہم دونوں معہ اپنی اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہو جائیں اور خدائے تعالیٰ سے دعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے خدا تعالیٰ ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کے رُو سے ہمیشہ کاذب اور مکذب قوموں پر کیا کرتا ہے جیسا کہ اس نے فرعون پر کیا نمرود پر کیا اور نوح کی قوم پر کیا اور یہود پر کیا۔ حضرات پادری صاحبان یہ بات یاد رکھیں کہ اس باہمی دعا میں کسی خاص فریق پر نہ لعنت ہے نہ بددعا ہے بلکہ اس جھوٹے کو سزا دلانے کی غرض سے ہے جو اپنے جھوٹ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایک جہان کے زندہ ہونے کے لئے ایک کا مرنا بہتر ہے ...... غرض ایسا جھوٹا جو جھوٹ کو کسی طرح چھوڑنا نہ چاہے اس کا وجود تمام فتنوں سے زیادہ فتنہ ہے اور فتنہ کو ہر ایک طرح سے فرو کرنا راستبازوں کا فرض ہے۔ پس جس حالت میں عیسائی نہایت غلو سے کہتے ہیں کہ دین اسلام انسان کا افترا ہے اور اہل اسلام دلی یقین رکھتے ہیں کہ عیسائی درحقیقت انسان پرست ہیں تو کیا لازم نہیں ہے کہ جس طرح ہو سکے یہ بات فیصلہ پا جائے۔

اَے پادری صاحبان! آؤ دُعاؤں کے ساتھ جنگ کریں اور خدا سے فیصلہ چاہیں ہم دونوں میں سے جو صادق ہوگا خدا ضرور اس کی حمایت کرے گا

سواَے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کیلئے کھڑا ہوں اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلہ سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے تو آؤ تا ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں تا جھوٹے کی پردہ دری ہو۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور بے شک وہ قادر موجود ہے اور وہ ہمیشہ صادقوں کی حمایت کرتا ہے۔ سو ہم دونوں میں سے جو صادق ہوگا خدا ضرور اس کی حمایت کرے گا۔ یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص خدا کی نظر میں ذلیل ہے وہ اس جنگ کے بعد ذلت دیکھے گا اور جو اس کی نظر میں عزیز ہے وہ عزت پائے گا۔

میری دلی مراد ہے کہ اس مقابلہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ موٹا اور جوان عمر اور اوّل درجہ کا تندرست اور پھر ڈاکٹر ہے

اور میں حضرات پادری صاحبان کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دعا ان کے مذہب اور اعتقاد سے ہرگز منافی نہیں......سو ہم دونوں اس طرح پر دعا کریں گے کہ اَے خدائے قادر اس وقت ہم بالمقابل دو فریق کھڑے ہیں ایک فریق یسوع بن مریم کو خدا کہتا اور نبی اسلام کو سچا نبی نہیں جانتا اور دوسرا فریق عیسیٰ ابن مریم کو رسول مانتا اور محض بندہ اس کو یقین رکھتا اور پیغمبر اسلام کو درحقیقت سچا اور یہود اور نصاریٰ میں فیصلہ کرنے والا جانتا ہے سو ان دونوں فریق میں سے جو فریق تیری نظر میں جھوٹا ہے اس کو ایک سال کے اندر ہلاک کر اور اپنا ویل اس پر نازل کر اور چاہئے کہ ایک فریق جب دعا کرے تو دوسرا آمین کہے اور جب وہ فریق دعا کرے تو یہ فریق آمین کہے۔

اور میری دلی مراد ہے کہ اس مقابلہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ موٹا اور جوان عمر اور اوّل درجہ کا تندرست اور پھر ڈاکٹر ہے اپنی عمر درازی کا تمام بندوبست کر لے گا۔ یقیناً ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب ضرور ہماری اس درخواست کو قبول کرلیں گے کیونکہ انہیں یسوع ابن مریم کے خدا بنانے کا بہت شوق ہے اور سخت نامردی ہوگی کہ اب وہ اس وقت بھاگ جائیں اور اگر وہ بھاگ جائیں تو پادری عماد الدین صاحب اس مقابلہ کے لائق ہیں جنہوں نے ابن مریم کو خدا بنانے کے لئے ہر ایک انسانی چالاکی کو استعمال کیا اور آفتاب پر تھوکا ہے اور اگر وہ بھی اس خوف سے بھاگ گئے کہ خدا کا ویل ضرور انہیں کھا جائے گا تو حسام الدین یا صفدر علی یا ٹھاکرداس یا طامس ہاول اور بالآخر فتح مسیح اس میدان میں آوے۔ یا کوئی اور پادری صاحب نکلیں اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد دو ماہ تک کوئی بھی نہ نکلا اور صرف شیطانی عذر بہانہ سے کام لیا تو پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے جھوٹے ہونے پر مہر لگ جائے گی اور پھر خدا اپنے طور سے جھوٹ کی بیخ کنی کرے گا یاد رکھو کہ ضرور کرے گا کیونکہ وقت آ گیا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی۔

(انجام آتھم رُوحانی خزائن جلد 11، رسالہ خدا کا فیصلہ، صفحہ 34 تا 44)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

اے عباسؓ! اللہ کی قسم! جب تم نے اسلام قبول کیا تھا تو مجھے اتنی خوشی ہوئی تھی کہ اگر میرا باپ خطاب بھی ایمان لاتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11/جون 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال صلح حدیبیہ کی قریش نے کس طرح خلاف ورزی کی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بنوبکُر نے جو قریش کے حلیف تھے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخُزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے ہتھیاروں اور سواریوں سے بنوبکر کی مدد بھی کی۔

سوال جب ابوسفیان نے معاہدہ کی تجدید چاہی اور اس تعلق میں حضرت عمرؓ سے بات کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کیا جواب دیا؟

جواب حضرت عمر بن خطابؓ نے ابوسفیان سے فرمایا: کیا میں رسول اللہؐ کے پاس تیری سفارش کروں؟ خدا کی قسم! اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہو تب بھی مَیں اس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کروں گا۔

سوال ابوسفیانؓ کو لیکر حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ کے درمیان کیا مکالمہ ہوا؟

جواب حضرت عباسؓ ابوسفیان کو لیکر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ بھی آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مَیں نے اس کو پناہ دی ہے۔ جب حضرت عمرؓ اپنی بات پر اصرار کرتے رہے تو حضرت عباسؓ نے کہا اے عمرؓ! ٹھہرو۔ اللہ کی قسم! اگر اس کا تعلق بنوعدِی سے ہوتا تو تم ایسا نہ کہتے اور تم جانتے ہو کہ وہ بنو عَبدِ مَناف میں سے ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ اے عباسؓ! ٹھہرو۔ اللہ کی قسم! جب تم نے اسلام قبول کیا تھا تو مجھے اتنی خوشی ہوئی تھی کہ اگر میرا باپ خطاب بھی ایمان لاتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی اور مَیں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو تمہارا ایمان لانا خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب تھا۔

سوال رسول کریم ﷺ نے شعبان 7 ہجری میں حضرت عمرؓ کو کس سریہ پر بھیجا۔

جواب شعبان 7 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطابؓ کو ایک سریہ میں تیس آدمیوں کے ساتھ تُربَہ میں قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی طرف روانہ فرمایا۔ تُربَہ مکہ سے دو دن کی مسافت پر ایک وادی ہے جہاں بنوہوازن آباد تھے۔

سوال خیبر کے میدان میں اترنے پر رسول کریم ﷺ نے جھنڈا کس کے سپرد کیا؟

جواب جب رسول اللہ ﷺ اہل خیبر کے میدان میں اترے تو آپؐ نے جھنڈا حضرت عمر بن خطابؓ کو دیا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کا پرچم سیاہ رنگ کا تھا جو ام المومنین حضرت عائشہؓ کی چادر سے بنایا گیا تھا۔ اس کا نام عُقاب تھا۔

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر سے یہودیوں کو کیوں جلاوطن کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بیماری میں وفات پائی اس میں فرمایا تھا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین اکٹھے نہ رہیں گے۔ تحقیق پر جب یہ بات ثابت ہوگئی تو حضرت عمرؓ نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ اللہ عزوجل نے تمہاری جلاوطنی کے بارے میں حکم دیا ہے۔ پس یہود میں سے جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی عہد ہے تو وہ اسے لے کر میرے پاس آئے تا کہ مَیں اس کیلئے اسے نافذ کردوں اور جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عہد نہیں وہ جلاوطنی کی تیاری کرلے۔

سوال حضرت حاطبؓ کے متعلق رسول کریمؐ نے حضرت عمرؓ سے کیا فرمایا؟

جواب حضرت عمرؓ سے رسول اللہؐ نے فرمایا دیکھو وہ غزوۂ بدر میں شریک ہوا ہے اور تمہیں کیا علم کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھانک کر دیکھا اور فرمایا جو چاہو کرو مَیں نے تمہارے گناہوں سے پردہ پوشی کرکے تم سے درگذر کردیا ہے۔

سوال غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی مالی قربانی کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول ﷺ کی طرف سے چندے کی ایک خاص تحریک ہوئی تو حضرت عمرؓ کو خیال آیا کہ حضرت ابوبکرؓ ہمیشہ مجھ سے بڑھ جاتے ہیں۔ آج مَیں ان سے بڑھوں گا۔ چنانچہ وہ گھر کا نصف مال لے آئے اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال لے آئے اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ رسول کریم ﷺ نے پوچھا۔ ابوبکرؓ! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسولؐ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے سخت شرمندگی ہوئی اور مَیں نے سمجھا کہ آج مَیں نے سارا زور لگا کر ابوبکرؓ سے بڑھنا چاہا تھا مگر آج بھی مجھ سے ابوبکرؓ بڑھ گئے۔

سوال صحابہ کرامؓ کی مالی قربانی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: الٰہی دین پر یہ لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے مالوں کا تو کیا ذکر۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کُل گھر بار نثار کیا۔ حتی کہ سوئی تک کو بھی اپنے گھر میں نہ رکھا اور ایسا ہی حضرت عمرؓ اور عثمانؓ نے اپنی طاقت وحیثیت کے موافق۔ عَلٰی هٰذَا الْقِيَاسِ عَلٰى قَدْرِ مَرَاتِب تمام صحابہؓ اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دین الٰہی پر قربان کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عمرؓ کے ردّعمل کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ اللہ آپؐ کو ضرور ضرور اٹھائے گا تا بعض آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پاجانے پر صحابہ سے کیا فرمایا؟

جواب حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ۔ کہ دیکھو جو محمد ﷺ کو پوجتا تھا سن لے کہ محمد ﷺ تو یقیناً فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کو پوجتا تھا تو اسے یاد رہے کہ اللہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللهَ شَيْـًٔا وَ سَيَجْزِى اللهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ یہ سن کر لوگ اتنے روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔

سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق صحابہ کے اجماع کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تمام صحابہؓ کی شہادت آنحضرت ﷺ کی وفات پر یہ ہوئی ہے کہ سب نبی مر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت کہا کہ ابھی نہیں مرے اور تلوار کھینچ کر کھڑے ہوجاتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھتے ہیں کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ اب اس موقعہ پر جو ایک قیامت ہی کا میدان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور کل صحابہؓ جمع ہیں۔ یہاں تک کہ اسامہ کا لشکر بھی روانہ نہیں ہوا۔ اب اگر صحابہؓ کے وہم گمان میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہوتی تو ضرور بول اٹھتے مگر سب خاموش ہو گئے اور بازاروں میں یہ آیت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ گویا یہ آیت آج اتری ہے۔

سوال حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کرتے وقت حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کیا مدد چاہی؟

جواب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہؓ سے فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو عمرؓ کے ذریعہ میری مدد کرو۔ یعنی حضرت اسامہؓ سے عمرؓ کو اپنے پاس روکنے کی اجازت چاہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اس لشکر میں شامل فرمایا تھا۔

سوال قرآن مجید کی تدوین میں حضرت عمرؓ کے کردار کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تم قرآن کو ایک جگہ جمع کردو۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: مَیں ایسی بات کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی؟ عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم! آپؓ کا یہ کام اچھا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں: عمرؓ مجھے بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کیلئے میرا سینہ کھول دیا اور اب مَیں بھی وہی مناسب سمجھتا ہوں جو عمرؓ نے مناسب سمجھا۔

......☆......☆......☆......

جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے

خلافت کی اہمیت و برکت پر حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21/مئی 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے قرآن کریم کی کس آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب خطبہ جمعہ کی ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورة النور:56) کی تلاوت فرمائی۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو خلافت کی کن الفاظ میں خوشخبری دی؟

جواب حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّة قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

سوال اپنی اُمت کے آخری زمانہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت ایک مبارک امت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ۔

سوال مسیح و مہدی اور اس کی جماعت کی رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے کیا فضیلت بیان فرمائی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ ثریا سے اس ایمان کو واپس زمین میں لے آئیں گے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کا کام اور معجزہ کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھا تا ہے، دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔

سوال فتنہ پردازوں کو مخاطب کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے کیا فرمایا؟

جواب حضورؓ فرماتے ہیں: مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔

سوال خلافت ثانیہ کے دور میں جماعت کی ترقیات کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور فرماتے ہیں: کئی زبانوں میں آپؓ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے ۔ آپؓ نے انتظامی ڈھانچے بنائے۔ ذیلی تنظیموں کا قیام کیا، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُور رس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے، اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

سوال منصب خلافت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور فرماتے ہیں: جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابوبکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔

سوال خلیفہ وقت کے احکام اور ارشاد کی کیا اہمیت ہوتی ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔

سوال خدا تعالیٰ اپنے منتخب فرمودہ خلیفہ سے کیا سلوک فرماتا ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانے کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے۔ اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اور اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔

سوال خلافت ثالثہ کے دور میں جماعت کی ترقیات کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خلافت ثالثہ کے دور میں مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔ افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی ۔ افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا۔ ہسپتال کھولے گئے۔ سکول کھولے گئے، ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔

سوال خلافتِ رابعہ کے دور میں دشمن نے کیا منصوبہ بنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دشمن نے سکیم بنائی کہ خلیفۃ المسیح کو بالکل عضوِ معطّل کی طرح کر کے رکھ دو۔ وہ کوئی کام نہ کر سکے۔ اور جب وہ کوئی کام نہیں کر سکے گا تو جماعت میں بے چینی پیدا ہوگی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتی چلی جائے گی اور اس کا شیرازہ بکھرتا چلا جائے گا۔

سوال خدا تعالیٰ نے اس خوف کی حالت کو امن میں کس طرح تبدیل کیا؟

جواب حضور انور فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے پاکستان سے نکلنے کے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چھپ کے نکلے۔ کھلے طور پر نکلے اور سب کے سامنے نکلے اور کراچی سے وہ فلائیٹ تھی۔ وہاں کوشش بھی کی گئی کہ روکا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور وہ نہیں پہچان سکے۔ جماعت کی اس سے بڑی سچائی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

سوال لوگوں کی خلافت سے محبت کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور فرماتے ہیں: لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کر سکتا ۔ افریقہ میں بھی مَیں دورہ پر گیا ہوں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟۔ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟۔ کیا دنیا دکھاوے کیلئے یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔

......☆......☆......☆......

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم سیّد طارق احمد سہگل صاحب مرحوم آف بنگلور کا ذکر خیر

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج و امیر ضلع حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

پیارے دوست محترم طارق احمد صاحب سہگل کا ذکر خیر مقصود ہے۔ آپ کی پیدائش 6/دسمبر 1953ء کو کلکتہ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام بخش الٰہی سہگل تھا۔ آپ کا تعلیمی دور اور جوانی کے ایام کلکتہ میں ہی گزرے۔ آپ کی شادی محترم محمد شفیع اللہ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بنگلور صوبہ کرناٹک کی بڑی صاحبزادی محترمہ یاسین صاحبہ سے ہوئی۔ چونکہ آپ کا تعلق کاروباری خاندان سے تھا اس لئے آپ نے اپنا کاروبار بنگلور میں بھی شروع کیا۔ Bata کی ایجنسی لی اور آہستہ آہستہ بنگلور میں ہی مقیم ہو گئے مگر اپنے وطن کلکتہ سے بھی مسلسل کاروباری رابطہ رکھا۔

آپ نہایت خوش اخلاق اور ملنسار تھے۔ مسجد سے ہمیشہ رابطہ رکھتے اور مبلغین سے دوستانہ تعلق رکھا کرتے اور ان کا خیال رکھتے۔ 1994ء میں بنگلور میں ساؤتھ ریجنل کانفرنس ''ٹاؤن ہال'' میں رکھی گئی۔ جس میں آندھرا، کرناٹک، تامل ناڈو اور کیرالہ کی جماعتوں سے دو ہزار سے زائد افراد جماعت نے شمولیت اختیار کی۔ ٹاؤن ہال کی نگرانی کی ذمہ داری آپ کی تھی۔ تحفظ ختم نبوت والوں کی طرف سے مخالفت ہوئی، مخالفین کی طرف سے ہال میں پتھراؤ بھی ہوا۔ آپ نے اس موقعہ پر بڑے حوصلہ کے ساتھ اپنی ٹیم کو لے کر ذمہ داری ادا کی اور پولیس کا انتظام کیا۔ مرکز قادیان سے اور دوسرے صوبہ جات سے کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے علماء کرام بنگلور تشریف لائے ہوئے تھے اس موقعہ پر آپ نے اپنا سارا گھر علماء کرام کیلئے خالی کر دیا اور ہر ممکن سہولت انہیں مہیا کی اور خود اپنے اہل خانہ کے ساتھ دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا سے نوازا۔ بیٹی عزیزہ رومانہ سہگل کی شادی ثاقب احمد فاضل ولد مکرم شمس الدین فاضل صاحب آف بنگلور کے ساتھ ہوئی، ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹے سے نوازا ہے۔ اسی طرح بیٹا عزیزم شارق احمد سہگل کی شادی محترم محمد سلیم اللہ صاحب آف بنگلور کی بیٹی سے ہوئی، ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹے سے نوازا۔ محترم طارق احمد سہگل صاحب مرحوم نے اپنے بچوں کی بہترین تربیت کی۔ دونوں ہمیشہ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ الحمدللہ۔

آپ کے ایک دوست انصار احمد صاحب جو کلکتہ کے رہنے والے ہیں اور اہل حدیث فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، مرحوم کی بیٹی عزیزہ رومانہ سہگل کی شادی میں شمولیت کی غرض سے بنگلور آئے ہوئے تھے ان کو رات 1 بجے گردے میں شدید تکلیف ہوئی۔ طارق سہگل صاحب مرحوم ان کو اپنے ساتھ لے کر خاکسار کے پاس مسجد آ گئے۔ اس وقت خاکسار بنگلور میں بطور مبلغ تھا۔ خاکسار نے کچھ ہومیو دوائی رکھی ہوئی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہومیوپیتھی کی کتاب موجود تھی اس میں سے دیکھ کر ان کو دوائی دے دی۔ 2 سال کے بعد ایک بار پھر وہ بنگلور کسی کام سے آئے اور ان سے جب میری ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ اس دن کے بعد آج تک گردے میں کسی قسم کی کوئی درد نہیں ہوئی۔ الحمدللہ

مرحوم بہت ہی خوش اخلاق، لوگوں کی خوشی اور غمی میں ہمیشہ شامل ہوتے اور ہر ممکن تعاون بھی کرتے۔ مہمان نوازی کا وصف ان میں بہت زیادہ تھا۔ لاک ڈاؤن کے دوران گھر میں باجماعت نماز کا اہتمام کرتے اور بعد نماز فجر خود درس دیتے، اسی طرح خطبہ جمعہ کا اہتمام بھی کیا کرتے۔ جلسہ سالانہ یو.کے 2019ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔

ہر گھڑی روشن ہے دل میں تیری یادوں کے چراغ
جانے والے تیرے مسکن ہوں صدا جنت کے باغ

ایک شادی میں شمولیت کی غرض سے اپنے اہل خانہ کے ساتھ کلکتہ گئے وہاں آپ کو کورونا ہو گیا ہر ممکن علاج کی کوشش کی گئی، اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور کلکتہ میں 16/اپریل 2021 کو آپ کی وفات ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور آپ کے اہل خانہ اور خاندان سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 26 - August - 2021 Issue. 34

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جس رات لڑائی کی توقع تھی وہ رات حضرت عمر نے نہایت بے چینی سے جاگ کر گزاری جیسے کوئی حاملہ عورت تکلیف میں ہو

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20/اگست 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا ذکر ہو رہا ہے اس وقت جو مختلف جنگیں لڑی گئیں ان کا ذکر چل رہا تھا ان میں سے ایک جنگ جنگ جُندِیُسابور ہے۔ جندیسابور خزستان کا ایک شہر ہے۔ اس جنگ کی کمان حضرت ابوسبرہ بن رہم کے ہاتھ میں تھی۔ اس موقع پر دشمن نے چالاکی سے ایک غلام سے امن کا معاہدہ کرلیا۔ جب حضرت عمرؓ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: تم وفادار نہیں ہو سکتے جب تک اس عہد کو پورا نہ کرو چاہے غلام نے کیا، اس کو پورا کرو۔

حضرت عمر نے بار بار اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ کاش ہمارے اور ایرانیوں کے درمیان کوئی ایسی روک ہو کہ نہ وہ ہماری طرف آ سکیں نہ ہم ان کے پاس جا سکیں مگر ایرانی حکومت کی مسلسل جنگی کارروائیوں نے آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔ سترہ ہجری میں محاذ جنگ سے مسلمان سرداران لشکر کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر نے اس وفد کے سامنے یہ سوال رکھا کہ مفتوحہ علاقوں میں کیوں بار بار عہد شکنی اور بغاوت ہو جاتی ہے؟ اس پر احنف بن قیس بولے کہ امیر المؤمنین بات یہ ہے کہ آپ نے ہمیں مزید فوجی اقدام کی ممانعت کردی ہے اور اس علاقے پر رکے رہنے کی ہدایت کی ہے جو اب تک فتح ہو چکا ہے مگر ایران کا بادشاہ ابھی زندہ موجود ہے اور جب تک وہ موجود ہے ایرانی ہم سے مقابلہ جاری رکھیں گے اور یہ کبھی ممکن نہیں کہ ایک ملک میں دو حکومتیں ہو سکیں۔ بہرصورت ایک دوسری کو نکال کر رہے گی۔ یا ایرانی رہیں گے یا ہم رہیں گے۔ ہم نے کسی علاقے کو بھی خود نہیں لیا بلکہ دشمن حملہ کرتا تھا تو مجبوراً جنگ کرنا پڑتی تھی اور پھر علاقے فتح بھی ہو جاتے تھے۔ حضرت عمر نے اس رائے کو صائب قرار دیتے ہوئے یہ سمجھ لیا کہ اب ایران میں مزید پیش قدمی کئے بغیر چارہ نہیں ہے اور اس کا عملی فیصلہ آپ نے جنگ نہاوند کے بعد کیا۔

نہاوند کے معرکہ کی تفصیل یہ ہے کہ شاہ ایران یزدجرد نے بڑی سرگرمی سے مسلمانوں کے مقابلے کیلئے لشکر جمع کرنا شروع کیا اور اپنے خطوط سے خراسان سے لے کر سندھ تک ملک میں ایک حرکت پیدا کر دی اور ہر طرف سے ایرانی فوج اُمڈ کر نہاوند میں جمع ہونے لگی۔ نہاوند ایران کا ایک شہر ہے جو کرمان شاہ کے مشرق میں واقع ہے اور صوبہ ہمدان کے دارالحکومت ہمدان سے تقریباً ستر کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔ نہاوند مکمل طور پر پہاڑوں کے درمیان ایک شہر تھا۔ حضرت عمر نے مجلس مشاورت منعقد کی اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں فرمایا: اے قوم عرب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور افتراق کے بعد تمہیں متحد کر دیا اور فاقہ کشی کے بعد تمہیں غنی کر دیا اور جس میدان میں بھی تمہیں دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا اس نے تمہیں فتح دی پس تم نہ کبھی ماندہ ہوئے نہ مغلوب۔ اور اب شیطان نے کچھ لشکر جمع کئے ہیں تا کہ خدا کے نور کو بجھائے اور تمہارے بھائیوں کے مقابلے کیلئے جو کوفہ اور بصرہ میں ہیں نکلے اور ان کو اپنے وطن سے نکال کر خود تمہارے ملک پر حملہ آور ہو۔ اے لوگو اس بارے میں مجھے اپنا مشورہ دو۔ یہ معاملہ اہم ہے۔ جلیل القدر صحابہ کرام نے اپنا مشورہ پیش کیا۔ اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت نعمان بن مقرن کو اس عظیم الشان معرکے کی ذمہ داری کیلئے بطور کمانڈر منتخب کیا جو آنحضرت ﷺ کے بزرگ صحابہ میں سے تھے۔ نعمان بن مقرن کوفہ میں تھے۔ حضرت عمر نے اُنہیں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نعمان بن مقرن کے نام سلامٌ علیک۔ میں خدا تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایرانیوں کا ایک زبردست لشکر شہر نہاوند میں تمہارے مقابلے کیلئے جمع ہوا ہے۔ میرا یہ خط جب تمہیں ملے تو خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی تائید و نصرت کے ساتھ اپنے ساتھی مسلمانوں کو لے کر روانہ ہو جاؤ مگر انہیں ایسے خشک علاقے میں نہ لے جانا جہاں چلنا مشکل ہو ان کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہ کرنا مبادا وہ ناشکر گزار بنیں اور نہ ہی کسی دلدل کے علاقے میں لے جانا کیونکہ ایک مسلمان مجھے ایک لاکھ دینار سے زیادہ محبوب ہے۔ والسلام علیک۔

اس حکم کی تعمیل میں حضرت نعمان دشمن کے مقابلے کیلئے روانہ ہوئے آپ کی معیت میں بعض ممتاز اور بہادر مسلمان مثلاً حذیفہ بن یمان، ابن عمر، جریر بن عبداللہ بجلی، مغیرہ بن شعبہ، عمرو بن معدیکرب، طلیحہ بن خویلد اسدی وغیرہ بھی تھے۔ حضرت عمر نے ہدایت کی تھی کہ اگر نعمان بن مقرن شہید ہو جائیں تو اِمیر حذیفہ بن یمان ہوں گے ان کے بعد جریر بن عبداللہ بجلی ان کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ اور ان کی شہادت پر اشعث بن قیس۔ عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ بن خویلد کے بارے میں نعمان کو حضرت عمر نے یہ لکھا کہ یہ دونوں عرب کے شہسوار ہیں ان سے جنگی امور میں مشورہ لیتے رہنا۔ بہرحال اسلامی لشکر روانہ ہوا۔ حضرت نعمان نے جاسوسوں کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ نہاوند تک راستہ صاف ہے جہاں دشمن کا لشکر جمع تھا۔ دشمن کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ دشمن نے چاہا کہ کسی شخص کو گفتگو کیلئے بھیجا جائے۔ حضرت مغیرۃ بن شعبہ تشریف لے گئے۔ سفارت ناکام ہوئی اور دونوں لشکر معرکہ آرائی کیلئے تیار ہوئے۔ جھڑپیں شروع ہو گئیں مگر میدان جنگ کی صورتحال مسلمانوں کیلئے سخت ضرررساں تھی کیونکہ دشمن خندقوں قلعوں اور مکانوں کی وجہ سے محفوظ تھا۔ مسلمان کھلے میدان میں تھے۔ دشمن جب اپنے لئے مناسب دیکھتا اچانک باہر نکل کر حملہ کر دیتا اور پھر واپس اپنے محفوظ مقامات پر داخل ہو جاتا۔ اسلحہ کے لحاظ سے دشمن کی یہ حالت تھی کہ ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں ایک جگہ گزرتے دیکھا ایسے معلوم ہوتا تھا گویا لوہے کے پہاڑ ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر اسلامی لشکر کے سپہ سالار نعمان بن مقرن نے ایک مشورے کی مجلس منعقد کی اور دریافت کیا کہ اب کیا طریق اختیار کیا جائے کہ دیر کئے بغیر ہم دشمن کو کھلے میدان میں لا کر مقابلہ کیلئے مجبور کر دیں۔

طلیحہ نے مشورہ دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا رسالہ دشمن کی طرف بھیجا جائے جو قریب جا کر تیر اندازی کر کے کچھ لڑائی بھڑکانے کی صورت پیدا کرے۔ اس رسالے کے مقابلہ کیلئے دشمن باہر نکلے گا اور ہمارے رسالے کا مقابلہ کرے گا۔ اس صورت میں ہمارا رسالہ پیچھے ہٹنا شروع کر دے اور یہ ظاہر کرے گویا وہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے۔ امید ہے کہ دشمن فتح کی طمع میں باہر نکلے گا اور جب وہ باہر کھلے میدان میں آ جائے تو ہم اس سے اچھی طرح نمٹ لیں گے۔ حضرت نعمان نے یہ تجویز منظور کر لی اور اسے حضرت قعقاع کے سپرد کیا کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں۔ انہوں نے طلیحہ کی تجویز پر عمل کیا اور بعینہ ویسا ہی ظہور میں آیا جو طلیحہ کا خیال تھا۔ قعقاع آہستہ آہستہ شکست کھا کر ہٹتے چلے گئے اور دشمن کا لشکر فتح کے نشے میں بڑھتا چلا آیا حتی کہ سب اپنے قلعوں سے باہر نکل آئے۔ دشمن کی فوج اپنی مستحکم پوزیشنوں سے باہر آ کر بڑھتے بڑھتے اصل اسلامی لشکر سے اس قدر قریب آ گئی کہ اس کے تیروں سے بعض مسلمان زخمی ہو گئے۔ حضرت نعمان گھوڑے پر سوار ہوئے اور سارے لشکر کا چکر لگایا۔ آپ نے ہدایت کی کہ تین مرتبہ تکبیر کہوں گا اور ساتھ ہی جھنڈا ہلاؤں گا۔ تیسری مرتبہ تکبیر کہنے اور جھنڈا ہلانے کے ساتھ ہی میں دشمن کی صفوں پر جا پڑوں گا تم میں سے ہر شخص اپنے مقابل کی صفوں پر حملہ کر دینا۔ اس کے بعد دعا کی کہ اے خدا اپنے دین کو عزت دے اپنے بندوں کی نصرت فرما اور اسکے بدلے میں نعمان کو پہلا شہید ہونے کی توفیق عطا کر۔ حضرت نعمان نے تیسری بار تکبیر کہی تھی کہ مسلمان دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ راوی کہتا ہے کہ جوش کا یہ عالم تھا کہ کسی ایک کے متعلق بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مرے یا فتح حاصل کئے بغیر واپس جانے کا خیال بھی رکھتا ہو۔ نعمان جھنڈا لئے خود اس تیزی سے دشمن پر لپکے کہ دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جھنڈا نہیں بلکہ کوئی عقاب جھپٹا مار رہا ہے۔ لوہے کے لوہے سے ٹکرانے سے سخت شور ہو رہا تھا۔ زمین پر خون بہنے کی وجہ سے مسلمان شہ سواروں کے گھوڑے پھسلنے لگے۔ حضرت نعمان جنگ میں زخمی ہو گئے تھے آپ کا گھوڑا بھی پھسلا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ اخبار الطوال میں لکھا ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن جب زخمی ہو کر گرے تو ان کے بھائی نعیم بن مقرن انہیں اٹھا کر خیمہ میں لے گئے اور ان کا لباس خود پہن لیا اور ان کی تلوار لے کر ان کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اکثر لوگوں کو یہی غلط فہمی رہی کہ یہ حضرت نعمان ہیں۔

لڑائی دن بھر بڑے زور سے جاری رہی مگر رات ہوتے ہی دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور ایرانیوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ معقل کہتے ہیں کہ فتح کے بعد میں حضرت نعمان کے پاس آیا ان میں رمق باقی تھی میں نے ان کا چہرہ اپنی چھاگل سے دھویا۔ آپ نے میرا نام پوچھا اور دریافت کیا کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی بشارت ہو۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ عمر کو اطلاع کر دو۔ حضرت عمر نہایت شدت سے لڑائی کے نتیجہ کے منتظر تھے جس رات لڑائی کی توقع تھی وہ رات حضرت عمر نے نہایت بے چینی سے جاگ کر گزاری اور اس تکلیف سے دعا میں مصروف رہے کہ معلوم ہوتا کہ کوئی حاملہ عورت تکلیف میں ہے۔ قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچا۔ حضرت عمر نے الحمد للہ کہا اور نعمان کی خیریت پوچھی۔ قاصد نے ان کی وفات کی خبر سنائی تو حضرت عمر کو سخت صدمہ ہوا اور سر پہ ہاتھ رکھ کر روتے رہے۔ قاصد نے دوسرے شہداء کے نام سنائے اور کہا کہ امیر المؤمنین اور بھی بہت سے مسلمان شہید ہوئے ہیں جنہیں آپ نہیں جانتے۔ حضرت عمر روتے ہوئے بولے عمر انہیں نہیں جانتا تو انہیں اس کا کوئی نقصان نہیں خدا تو انہیں جانتا ہے۔ خدا نے ان کو شہادت دے کر معزز کر دیا ہے۔ نہاوند کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت اہم تھی۔ اسکے بعد ایرانیوں کو ایک جگہ مجتمع ہو کر مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔

ایران پر عام لشکر کشی کی تجویز بھی ہوئی۔ حالات سے مجبور ہو کر حضرت عمر نے معرکہ نہاوند اکیس ہجری کے بعد فوجی پیش قدمی کی اجازت دے دی تھی اور کل ایران کی فتح کیلئے plan بنا کر کوفہ روانہ کیا اور مختلف علاقوں کیلئے مختلف سپہ سالار مقرر کئے اور مدینہ سے ان کیلئے جھنڈے بنوا کر بھجوائے۔ نہاوند کے بعد مسلمانوں نے ہمذان اور اصفہان بھی فتح کر لیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔ خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم محمد دیانتونو صاحب انڈونیشیا، مکرم صاحبزادہ فرحان لطیف صاحب شکاگو امریکہ، مکرم ملک مبشر احمد صاحب لاہور کا ذکر خیر فرمایا اور جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad